غصہ کا وبال

اور

اس کا علاج

غصہ کی قسمیں و حکمتیں اور ان کا طریقہ استعمال

افادات

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

انتخاب و ترتیب

محمد زید مظاہری ندوی

استاد دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

ناشر

ادارہ افادات اشرفیہ دوبگا ہردوئی روڈ لکھنؤ

تفصیلات

نام کتاب: غصہ کا وبال اور اس کا علاج

افادات: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

مرتب: محمد زید مظاہری ندوی

صفحات: ۹۲

قیمت:

اشاعت اول: ۱۴۳۱ھ

ویب سائٹ............www.alislahonline.com

ملنے کے پتے

☆ دیوبند و سہارنپور کے تمام کتب خانے

☆ مکتبہ ندویہ ندوۃ العلماء لکھنؤ

☆ مکتبہ اشرفیہ، اشرف المدارس ہردوئی

☆ مکتبہ رحمانیہ، ہتورا، باندہ

☆ مکتبہ الفرقان نظیر آباد لکھنؤ

غصہ کا وبال اور اس کا علاج

غصہ کی قسمیں و حکمتیں اور ان کا طریقہ استعمال

اجمالی فہرست

فہرست غصہ کا وبال اور اس کا علاج

مضمون	صفحات

باب ۲

باب ۳

باب ۵

رائے عالی

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

فاضل عزیز مولوی محمد زید مظاہری ندوی مدرس جامعہ عربیہ ہتورا (بارك الله فی حیاتہ وفی افادتہ) نے جو حضرت حکیم الامت کے افادات وارشادات اور تحقیقات ونظریات کو مختلف عنوانوں اور موضوعات کے ماتحت اس طرح جمع کررہے ہیں کہ حضرت کے علوم وافادات کا ایک دائرۃ المعارف (انسائیکلوپیڈیا) تیار ہوتا جارہا ہے......

ان خصوصیات اور افادیت کی بناپر عزیز گرامی قدر مولوی محمد زید مظاہری ندوی نہ صرف تھانوی اور دیوبندی حلقہ کی طرف سے بلکہ تمام سلیم الطبع اور صحیح الفکر حق شناسوں اور قدردانوں کی طرف سے بھی شکریہ اور دعاء کے مستحق ہیں۔

اور اسی کے ساتھ اور اس سے کچھ زیادہ ہی داعی الی اللہ اور عالم ربانی مولانا قاری سید صدیق احمد باندوی سرپرست جامعہ عربیہ ہتورا باندہ (یوپی) اس سے زیادہ شکریہ اور دعاء کے مستحق ہیں جن کی سرپرستی اور نگرانی، ہمت افزائی اور قدردانی کے سایہ میں ایسے مفید اور قابل قدر کام اوران کے زیر اہتمام دانش گاہ اور تربیت گاہ میں انجام پارہے ہیں۔اطال اللہ بقائه وعمم نفعه جزاه الله خیرا۔

ابوالحسن علی ندوی

دائرہ شاہ علم اللہ حسنی رائے بریلی ۱۷/ذی الحجہ ۱۴۱۵ھ

دعائیہ کلمات

عارف باللہ حضرت مولانا سید صدیق احمد صاحب باندوی رحمۃ اللہ علیہ
بانی جامعہ عربیہ ھتورا باندہ (یوپی)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

حکیم الامت حضرت مولانا ومقتدانا الشاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بزمانہ طالب علمی اکابر امت نے اس کا اندازہ لگالیا تھا کہ آگے چل کر مسند ارشاد پر متمکن ہوکر مرجع خلائق ہوں گے اور ہر عام وخاص ان کے فیوض وبرکات سے متمتع ہوں گے۔ چنانچہ حضرت اقدس کے کارہائے نمایاں نے اساطین امت کے اس خیال کی تصدیق کی، کہنے والے نے سچ کہا ہے۔ ''قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید''

خداوند قدوس نے حضرت والا کو تجدید اور احیاء سنت کے جس اعلی مقام پر فائز فرمایا تھا اس کی اس دور میں نظیر نہیں۔

آج بھی مخلوق حضرت کی تصنیفات وارشادات عالیہ اور موعظ حسنہ سے فیضیاب ہورہی ہے، حضرت کے علوم ومعارف کے سلسلہ میں مختلف عنوان سے ہندو پاک میں کام ہورہا ہے، لیکن بجاطور پر کہا جاسکتا ہے کہ اللہ پاک نے محض اپنے فضل سے عزیزی مولوی مفتی محمد زید سلمہ مدرس جامعہ عربیہ ہتورا کو جس نرالے انداز سے کام کی توفیق عطا فرمائی اس جامعیت کے ساتھ ابھی تک کام نہیں ہوا تھا اس سلسلہ کی تین درجن سے زائد ان کی تصانیف ہیں۔ بارگاہ ایزدی میں دعا ہے کہ اس کو قبولیت تامہ عطا فرمائے اور مزید توفیق نصیب فرمائے۔

احقر صدیق احمد غفرلہ

خادم جامعہ عربیہ ہتورا باندہ (یوپی)

عرض مرتب

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدللہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد

اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر مختلف صلاحیتیں اور مختلف قوتیں پیدا فرمائی ہیں قوت شہوت، قوت شجاعت، قوت غضب، ہر انسان میں کم وبیش یہ قوتیں پائی جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی تمام قوتوں میں بے شمار مصالح اور فوائد بھی ہوتے ہیں، اس کی پیدا کی ہوئی کوئی چیز بلا مصلحت اور بے فائدہ نہیں، البتہ ان قوتوں کے بے موقع اور غلط استعمال سے بڑے نقصانات بھی ہوجاتے ہیں، یہی حال قوت غضبیہ کا بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان میں غصہ ہونے کی صلاحیت رکھی ہے نہ یہ علی الاطلاق محمود ہے نہ مذموم، غصہ اگر اپنے موقع پر ہو اور حدود کے اندر ہو تو محمود ہے ورنہ مذموم۔

حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں:

غصہ کا محل قلب ہے جس کے تین درجے ہیں افراط، تفریط، اعتدال، افراط تو یہ کہ آدمی غصہ میں ایسا بے قابو ہوجائے کہ عقل و دین کی حدوں کو بھی پار کر جائے اور نظر و فکر سے کام لئے بغیر انجام سے بے خبر ہو کر کوئی اقدام کر بیٹھے۔

اور تفریط (یعنی کوتاہی) کا درجہ یہ ہے کہ غصہ کے موقع پر اور غصہ کی باتوں میں بھی آدمی کو غصہ نہ آئے، یہ یقیناً ایک برا وصف ہے اور ایسے ہی شخص کے متعلق کہا جاتا ہے کہ بڑا بے غیرت و بے حمیت اور بے حس ہے۔ حضرت امام شافعیؒ ارشاد فرماتے ہیں: جس کو غصہ کے موقعوں پر بھی غصہ نہ آئے وہ گدھا ہے (یعنی بے وقوف اور بے غیرت ہے) یعنی جس میں غضب وحمیت کی قوت نہ ہو وہ بے حس اور ناقص آدمی ہے۔

غضب کا تیسرا درجہ اعتدال کا ہے جو عقلاً وشرعاً محمود ومطلوب ہے یعنی غصہ کے موقع پر اور غصہ کی باتوں میں اعتدال کے ساتھ عقل وشریعت کے دائرہ میں رہ کر غصہ آنا یہ وصف

محمود اور مطلوب ہے جس کو حمیت بھی کہتے ہیں۔ (احیاء العلوم ص ۱۶۳ بیان حقیقۃ الغضب)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر بھی غصہ کی صفت پائی جاتی تھی اور غصہ کے موقعوں میں آپ غصہ بھی ہوتے تھے لیکن آپ کا غصہ اعتدال کے ساتھ ہوتا تھا، آپ کا غصہ اپنی ذات اور نفس کے لئے نہیں ہوتا تھا بلکہ دینی ضرورت سے یا دوسرے کی تربیت اور تنبیہ کے لئے ہوتا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے لئے تو غصہ نہ ہوتے تھے لیکن مسئلہ جب حق اور دین کا آتا تو پھر آپ کسی کو نہ پہچانتے، اور کوئی طاقت آپ کے غصہ کو نہ روک سکتی حتیٰ کہ آپ دین کے خاطر انتقام لے لیتے۔

(شمائل ترمذی، احیاء العلوم ص ۱۶۷ ج ۳)

لیکن یہی غصہ اگر نفسانی جذبہ سے اپنی ذات کے لئے ہو، بے موقع یا ضرورت سے زائد اور شریعت کی بیان کردہ حدود سے خارج ہو تو ایسے غصہ کی بابت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ غصہ ایمان کو اس طرح فاسد اور نکما کر دیتا ہے جیسے ایلوا (کڑوا پھل) شہد کو (مشکوٰۃ شریف)

ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین مرتبہ نصیحت کی درخواست کی آپ نے تینوں مرتبہ فرمایا لَاتَغْضَبْ، لَاتَغْضَبْ، لَاتَغْضَبْ، یعنی غصہ نہ کیا کرو، غصہ نہ ہوا کرو، غصہ مت کیا کرو۔ (مشکوٰۃ شریف)

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہٗ العالی امام غزالیؒ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:

آدمی پر جب غصہ کا غلبہ ہوتا ہے اور وہ انتقام لینے سے عاجز ہوتا ہے تو اندر ہی اندر گھٹتا ہے اور اس کے اندر مغضوب علیہ (جس پر غصہ آیا ہے اس) کی طرف سے کینہ پیدا ہو جاتا ہے، پھر اسی کینہ سے حسد، غیبت، چغلی، ترک سلام و کلام، کذب واتہام، شماتۃ اعدا وغیرہ دیگر امراض پیدا ہوتے ہیں، تو غصہ اتنا خطرناک مرض ہے کہ کینہ غیبت جیسے مہلک امراض کی جڑ اور بنیاد بھی غصہ ہی ہے اس لئے اس کا علاج بہت ضروری ہے۔

امام غزالیؒ جعفر بن محمد کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں: اَلْغَضَبُ مِفْتَاحُ کُلِّ شَرٍّ

یعنیغصہ ہر برائی کی کنجی ہے۔ (احیاء العلوم ص ۱۶۲ ج ۳)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غصہ ایک نہایت مذموم وصف اور باطنی گناہوں میں سے ایک گناہ ہے اور حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَه، یعنی ظاہری اور باطنی تمام گناہوں کو چھوڑ دو۔ (پ ۸ انعام)

اس لئے ہر وہ شخص جس کے اندر بے جا غصہ کرنے یا ضرورت سے زیادہ غصہ کرنے اور حدود شرعیۃ سے ہٹ کر اپنی ذات یا عصبیت کی بنا پر غصہ کرنے کا مرض ہو خواہ اس غصہ کا تعلق گھر والوں بیوی بچوں سے ہو یا اپنے ماتحتوں نوکروں وشاگردوں اور مجرموں سے ہو۔ حد شرعی سے زائد جس میں بھی غصہ ہوگا وہ قابل اصلاح ہوگا خواہ وہ زیادتی کمیت کے لحاظ ہو یا کیفیت کے لحاظ سے۔

کمیت کے لحاظ سے غصہ کی زیادتی کا مطلب یہ ہے کہ بہت جلدی بار بار اور بات بات پر غصہ آجائے، اور کیفیت کے اعتبار سے زیادتی کا مطلب یہ ہے کہ بہت جلدی اور بار بار تو نہیں آتا لیکن جب آتا ہے تو اتنا شدید کہ اترنے کا نام نہیں لیتا، اور آدمی غصہ میں بے قابو ہو جاتا ہے، شریعت میں غصہ کی یہ دونوں صورتیں ممنوع ہیں اور جس کے اندر یہ مرض پایا جاتا ہے اس کا ایمان بھی ناقص ہوتا ہے، صحت بھی برباد ہوتی ہے، خود بھی تکلیف اور رنج میں مبتلا ہوتا ہے، دوسروں کو بھی مشقت میں ڈالتا ہے، اور خطرہ ہوتا ہے کہ غصہ میں آکر ایسا کوئی اقدام نہ کر بیٹھے کہ اپنے مال وجسم کا یا اپنی بیوی اور اولاد کا خسارہ برداشت کرلے، مثلاً غصہ میں بیوی کو طلاق دے دے اور بعد میں پچھتاتا پھرے جیسا کہ آج کل کثرت سے ایسے واقعات پیش آتے رہتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غصہ ایک خطرناک مرض ہے جس کا علاج بہت ضروری ہے۔

گذشتہ صدی میں اللہ تعالیٰ نے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کو پیدا فرما کر ان سے دین کی عظیم الشان اصلاحی وتجدیدی خدمت لی ہے، انھوں نے اپنے ملفوظات

ومواعظ اور مکتوبات میں تصوف کی حقیقت کو واضح فرمایا، باطنی امراض وعیوب میں سے ایک ایک کی نشاندھی فرمائی، شیطان اور نفس کے مکائد سے متنبہ کیا، اور ایک ایک مرض کا علاج ہر مرض اور مریض کے مطابق ارشاد فرمایا۔ حضرتؒ کی یہ اصلاحی وتجدیدی کاوشیں الحمدللہ آج بھی ان کی کتابوں میں منتشر اوراق میں موجود ہیں ضرورت ہے کہ امت ان سے فائدہ اٹھائے۔

حضرت اقدس تھانویؒ کے یہ روحانی علاج اور نسخے امت کے ہر طبقہ یعنی عوام خواص علماء وطلباء سب ہی کے لئے نہایت مفید بلکہ ضروری ہیں، امت کی آسانی کے لئے حضرت تھانویؒ کی مختلف کتابوں خصوصاً تربیت السالک کو سامنے رکھتے ہوئے احقر نے مختلف باطنی عیوب وامراض اوران کے علاج سے متعلق مختلف رسالے ترتیب دئے ہیں۔

اس سے قبل ''بدنگاہی کا وبال اوراس کا علاج'' منظر عام پر آچکا ہے الحمدللہ اہل علم نے اکو بہت پسند کیا اوراسی انداز پر دوسرے رسائل مرتب کرنے کی خواہش کی۔ زیر نظر رسالہ غصہ کے موضوع پر اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ اس کے علاوہ دیگر موضوعات پر بھی کام جاری ہے ریاء اور زبان کی حفاظت سے متعلق بھی کام ہو چکا ہے، اللہ تعالیٰ جلد از جلد اسکی طباعت واشاعت کا انتظام فرمادے۔ اورامت کے لئے مفید بنائے۔

میں بہت بہت شکر گذار ہوں جناب الحاج شکیل احمد صاحب مدظلہٗ العالی (خلیفہ حضرت مولانا محمد حنیف صاحب دامت برکاتہم گورینی) کا کہ وہ اس کام اوراس سلسلہ کی تکمیل کے لئے بہت ہی کوشاں ہیں اوران کی بار بار کی تحریک سے کام جلدی ہوگیا، اورانہیں کے تعاون سے الحمدللہ یہ کام منظر عام پر آیا اللہ تعالیٰ اپنی شایان شان دنیا وآخرت میں ان کو جزا خیر عطا فرمائے، اوران کے اخلاص ولگن کی برکت سے اس سلسلہ کی جلد از جلد تکمیل فرمائے۔ اور پوری امت کی اصلاح کا ذریعہ بنائے آمین یارب العالمین وصلی اللہ علیٰ محمد وسلم

محمد زید مظاہری ندوی

استاد دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ ۳ر صفر ۱۴۳۲ھ

باب ۱

غصہ سے متعلق آیات قرآنیہ وارشادات ربانیہ

اعوذباللہ من الشیطان الرجیم • بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۱) وَسَارِعُوْا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ • اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ • وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ •

(آل عمران پ۴)

(ترجمہ) اور دوڑو مغفرت کی طرف جو تمہارے پروردگار کی طرف سے ہے اور جنت کی طرف جس کی وسعت ایسی ہے جیسے سب آسمان اور زمین، وہ تیار کی گئی ہے خدا سے ڈرنے والوں کے لئے، ایسے لوگوں کے لئے جو کہ خرچ کرتے ہیں فراغت میں اور تنگی میں، اور غصہ کے ضبط کرنے والے ہیں، اور لوگوں سے درگذر کرنے والے ہیں، اور اللہ تعالیٰ ایسے نیکوکاروں کو محبوب رکھتا ہے۔

(۲) مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ • وَالَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ یَغْفِرُوْنَ •

(شوریٰ پ۲۵)

(ترجمہ) جو اجر ثواب آخرت میں اللہ کے یہاں ہے وہ بدرجہاں اس (دنیوی سازوسامان اور عزت) سے بہتر ہے اور زیادہ پائیدار، وہ ان لوگوں کے لئے ہے جو ایمان لے آئے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ اور جو کہ کبیرہ گناہوں سے اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے ہیں اور جب ان کو غصہ آتا ہے تو معاف کردیتے ہیں (بیان القرآن)

(۳)فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ

(آل عمران پ۴)

(ترجمہ) خدا ہی کی رحمت کے سبب آپ ان کے (صحابہ) ساتھ نرم رہے اور اگر آپ تند خو سخت طبیعت ہوتے تو یہ آپ کے پاس سے سب منتشر ہو جاتے سو آپ ان کو معاف کر دیجئے اور آپ ان کے لئے استغفار کر دیجئے۔

بیان القرآن (آل عمران پ۴)

(۴)اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ • وَمَا يُلَقّٰهَا اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَمَا يُلَقّٰهَا اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ •

(حم سجدہ پ۲۴)

(ترجمہ) آپ نیک برتاؤ سے بدی کو ٹال دیا کیجئے پھر یکا یک آپ میں اور جس شخص میں عداوت تھی وہ ایسا ہو جاویگا جیسے کوئی ولی دوست ہوتا ہے۔ اور یہ بات انہیں لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے مستقل مزاج ہیں اور یہ بات اسی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑا صاحب نصیب ہے۔ اور اگر ایسے وقت میں آپ کو شیطان کی طرف سے کچھ وسوسہ آنے لگے تو فوراً اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجئے۔ بلاشبہ وہ خوب سننے والا ہے خوب جاننے والا ہے۔

بیان القرآن (حم سجدہ پ۲۴)

غصہ سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے ارشاد فرمایا جس نے آپ سے عرض کیا تھا کہ مجھے کچھ وصیت فرمائیے آپ نے فرمایا غصہ مت ہوا کر، اس شخص نے اس سوال کو کئی مرتبہ دہرایا، آپ نے ہر مرتبہ یہی فرمایا کہ غصہ مت ہوا کر۔ (بخاری)

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا غصہ ایمان کو اس قدر بگاڑ دیتا ہے جس طرح ایلوا شہد کو۔ (بیہقی)

(۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں کو پچھاڑنے والا درحقیقت پہلوان نہیں، پہلوان وہی شخص ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے۔

(۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بندے نے کوئی گھونٹ اللہ کے نزدیک اس غصہ کے گھونٹ سے افضل نہیں پیا کہ جس کو اللہ کی رضا مندی کے لئے پی جاوے۔ (احمد)

(۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کسی شخص کو غصہ آوے اور وہ کھڑا ہو تو اس کو چاہئے کہ بیٹھ جائے۔ پس اگر اس کا غصہ چلا جاوے تو خیر ورنہ لیٹ جائے۔[۱]

علم الاخلاق حاصل کرنا بھی ضروری ہے

تمام شریعت کا ماحصل اصلاح ہی ہے جس سے آجکل ہم لوگوں کو محض غفلت ہے۔ اول تو مطلق تنبہ ہی نہیں۔ اور اگر کسی کو دین کا شوق بھی ہوا اور کچھ تنبہ بھی ہوا تو بس

[۱] احمد و ترمذی، خطبات الاحکام نمبر ۹۶ خطبہ ص ۲۳

اتنا کہ مسئلہ مسائل کی کتابیں پڑھ لیں گو عمل نہ ہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حالت یہ نہ تھی، وہ جتنا علم حاصل کرتے تھے اس سے زیادہ عمل کا خیال رکھتے۔ اور ہم لوگوں میں سے اگر کوئی عمل بھی کرتا ہے تو بڑی دوڑ یہ ہے اور تقویٰ کی انتہا بس یہی ہے کہ نماز پڑھ لی اور روزہ رکھ لیا۔ اور اگر بڑے صاحب کمال بنے تو فرضوں کے علاوہ نفلیں بھی ادا کرنے لگے۔ اور ایسی بہت سی باتیں جو نماز روزہ ہی کی طرح ضروری ہیں بلکہ بعض وجوہ سے ان سے زیادہ اہتمام کے قابل ہیں ان کا کبھی خیال بھی نہیں آتا، اور وہ درستیٔ اخلاق ہے۔ یہاں تک نوبت ہو گئی ہے کہ اگر کسی کو اخلاق کے متعلق کچھ کہا جاتا ہے تو کہتے ہیں کنز الدقائق ہم نے پڑھی اور قدوری بھی پڑھی ہے اس میں تو یہ کہیں نہیں لکھا۔

خوب یاد رکھئے گا کہ کنز الدقائق اور قدوری پر علم ختم نہیں وہ بھی دین کی کتابیں ہیں اور جو ان دونوں کی اصل اور مأخذ ہے یعنی کتاب و سنت ان میں سب کچھ موجود ہے مگر رواج کچھ ایسا غلط پڑا ہے کہ دین کو نماز روزہ میں منحصر مان لیا گیا ہے۔ حدیثوں میں آپ سب کچھ پڑھتے ہیں۔ مگر عادت کے موافق سوائے چند مسائل روزہ نماز کے اور کسی بات پر نظر نہیں پڑتی۔[1]

قوت غضبیہ کی حقیقت اور اس کے حُسن و قبح کا معیار

جاننا چاہئے کہ خَلق اور خُلق جدا جدا دو لفظ ہیں خَلق سے مراد ظاہری صورت ہے اور خُلق سے مراد باطنی صورت (یعنی سیرت) ہے کیونکہ انسان جس طرح جسم سے ترکیب دیا گیا ہے اور ہاتھ پاؤں اور آنکھ کان وغیرہ اعضاء اس کو مرحمت ہوئے ہیں (ان ظاہری) اعضاء ہاتھ پاؤں کی طرح (اس کی باطنی صورت یعنی) سیرت کو بھی حق تعالیٰ نے باطنی اعضاء مرحمت فرمائے ہیں جن کا نام قوتِ علم، قوتِ غضب، قوتِ شہوت، اور قوتِ عدل ہے

[1] غوائل الغضب ملحقہ آداب انسانیت ص ۲۵۲

لہٰذا جب تک یہ چاروں اعضاء مناسب سڈول اور حد اعتدال پر نہ ہوں گے اس وقت تک سیرت کو حسین نہ کہا جائے گا۔ان باطنی اعضاء میں جو بھی کمی بیشی ہوگی اس کی مثال ایسی ہوگی جیسے کسی کی ظاہری شکل اور صورت جسمیہ میں افراط وتفریط ہو کہ پاؤں مثلاً گز بھر ہوں، اور ہاتھ تین گز کے، یا ایک ہاتھ مثلاً آدھ گز کا ہو اور دوسرا گز بھر کا اور ظاہر ہے کہ ایسا آدمی خوبصورت نہیں کہا جائے گا پس اسی طرح اگر کسی کی قوت غضبیہ مثلاً حد اعتدال سے کم ہے اور قوت شہوانیہ مناسب اعتدال سے بڑھی ہوئی ہے تو اس کو خوب سیرت نہیں کہہ سکتے۔

قوتِ غضب اور قوتِ شہوت کا اعتدال اور حسن یہ ہے کہ دونوں قوتیں حکمت اور شریعت کے اشارہ پر چلنے لگیں اور مہذب و مطیع شکاری کتے کی طرح شریعت کی فرمابردار بن جائیں کہ جس طرف بھی شریعت ان کو چلائے بلا عذر وتأمل اسی جانب لپکیں اور شکار پر حملہ کریں اور جس وقت وہ ان کو روکنا چاہے تو فوراً ٹھہر جائیں اور چپ ہو کر اپنی جگہ بیٹھ جائیں۔قوت عدل کا اعتدال یہ ہے کہ قوت غضبیہ اور شہوت دونوں کی باگ اپنے ہاتھ میں لے اور ان کو دین اور عقل کے اشارہ کے ماتحت بنائے رکھے۔

قوت غضبیہ کے اعتدال کا نام ''شجاعت'' ہے اور یہی عنداللہ پسندیدہ ہے کیونکہ اگر اس میں زیادتی ہوگی تو اس کا نام تہور (تباہی و بربادی) ہوگا اور اگر کمی ہوگی تو بزدلی کہلائے گی۔اور یہ دونوں حالتیں ناپسندیدہ ہیں۔

شریعت میں ہر چیز کا اعتدال مقصود ہے اور اعمال اخلاق کی فرع ہیں (یعنی اعمال اخلاق سے پیدا ہوتے ہیں اور) اعتدال کا اصل محل اخلاق ہیں۔

قوت غضبیہ کا افراط (زیادتی اور حد سے تجاوز) یہ ہے کہ (آدمی) بالکل بھیڑیا ہی بن جائے اور تفریط (کمی و بزدلی) یہ ہے کہ ایسے نرم ہوئے کہ کوئی جوتے بھی مارے، دین کو برا کہہ لے تب بھی غصہ نہ آئے۔یہ تو افراط وتفریط تھا۔ایک اس کا اعتدال ہے یعنی جہاں

شریعت نے اجازت دی ہو وہاں تو اس قوت کو استعمال کرے اور جہاں اجازت نہ دی ہو وہاں اس قوت سے کام نہ لے۔ شریعت نے ہم کو ایسی تعلیم دی ہے جس میں تمام مصلحتوں اور مضرتوں کی رعایت ہے اس لئے ہمیں تجربہ کر کے ٹھوکریں کھا کے مصلحتیں اور مضرتیں معلوم کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ صرف اس کی ضرورت ہے کہ شریعت کی تعلیم حاصل کرلیں اور اس کے مطابق عمل کریں۔[1]

غصہ کے موقع پر غصہ آنا نہ بداخلاقی ہے اور نہ سخت مزاجی

اگر سختی بدخلقی ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی صادر نہ ہوتی، جن کے بارے میں ارشاد ہے اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡم۔ (بے شک آپ اخلاق کے بلند مقام پر ہیں)

ایک مرتبہ ایک صحابی لقطہ (جو سامان کہیں گرا پڑا مل جائے اس) کے بارے میں سوال کر رہے تھے کہ اگر بکری جنگل میں ملے تو اس کو حفاظت کے لئے اپنے قبضہ میں کرلیا جائے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں اس کو لے آنا چاہیئے ورنہ درندے اس کو ہلاک کردیں گے، پھر کسی نے پوچھا کہ اگر اونٹ ملے تو اس کو بھی ایسا ہی کیا جائے؟ اس پر آپ کو غصہ آگیا، اور چہرہ مبارک سرخ ہوگیا، فرمایا کہ اس کی حفاظت کی کیا ضرورت ہے وہ خود موذی جانوروں کے دفع کرنے پر قادر ہے، درختوں سے پتے کھاتا ہوا اپنے مالک سے مل جائے گا، اس بات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ اس لئے آیا کہ اس سوال سے حرص وطمع (لالچ) مترشح ہو رہی تھی، (یعنی حرص کی بنا پر سوال کیا جا رہا تھا اس لئے آپ غصہ ہوئے) کیا اب بھی کہا جائے گا کہ بداخلاقی مطلق سختی اور غصہ کا نام ہے، بعض لوگ شکایت کرتے ہیں کہ (فلاں صاحب) بڑے سخت ہیں تو معلوم ہوگیا کہ یہ سنت ہے کہ بے موقع بات پر غصہ کیا جائے (یعنی غلط بات یا غلط حرکت پر غصہ کیا جائے)[2]

---

[1] انفاس عیسیٰ ص ۳۱۰، ۱۸۷ اشریعت وطریقت ص ۳۱، ۸۸ [2] حسن العزیز ص ۱۴۷ ج ۳

غصہ کی قباحت اور اس کے نقصانات

غصہ وہ چیز ہے جس سے آدمی قتل کر بیٹھتا ہے اور یہی وہ چیز ہے جس سے طلاق دے بیٹھتا ہے اور گھر ویران کر لیتا ہے۔ اور غصہ طباً بھی مضر ہے مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ مجھے غصہ آیا تھا تو رات بھر نیند نہیں آئی، نیند نہ آنے سے جو صحت پر برا اثر پڑتا ہے وہ پڑا تو یہ غصہ کی ہی خرابی ہوئی۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ ایک شخص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ مجھ کو کوئی خاص نصیحت کیجئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **لَاتَغْضَبْ** اس نے پھر اور درخواست کی آپ نے فرمایا **لَاتَغْضَبْ** اس نے پھر اور درخواست کی آپ نے فرمایا **لَاتَغْضَبْ** یعنی غصہ نہ کر، اور غصہ نہ کر اور غصہ نہ کر۔ تاکید کے واسطے تین دفعہ مکرر فرمایا۔ اس شخص کی درخواست پر ایک بار جواب دینے سے جو کچھ غصہ کی برائی ثابت ہوتی ہے وہی کیا کم تھی کیونکہ قرینہ مقام بتارہا ہے کہ کوئی خاص نصیحت اور کام کی باتوں کا لب لباب ہے، چہ جائے کہ تاکید پر تاکید فرمائی۔

معلوم ہوا کہ غصہ بہت ہی قابل اہتمام چیز ہے اور اس کی برائی کوئی معمولی برائی نہیں۔ جب کوئی مرض بڑا اور خطرناک ہو تو اس کے لئے علاج بھی بڑے ہونے چاہئیں برائی کماً بھی ہوتی ہے اور کیفاً بھی۔ اسی وجہ سے علماء نے اس کے اتنے علاج بتلائے ہیں تو بلاشبہ علماء نے اسی تاکید پر عمل کیا جو اس حدیث میں تکرار لفظ سے نکلتی ہے۔ یہ علماء کے لکھے ہوئے علاج اصول دین سے مستنبط ہیں۔ (جو آگے آرہے ہیں)[1]

---

[1] غوائل الغضب ص ۲۷

غصہ تکبر سے پیدا ہوتا ہے

زیادہ تر غصہ کا سبب کبر ہے اس کا علاج اپنی حقیقت میں غور کرنا ہے۔ جیسا امام غزالیؒ نے ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک شخص فاخرہ لباس میں اکڑتا ہوا چلا جا رہا تھا، ایک بزرگ نے نصیحت کے طور پر کہا کہ میاں ذرا تواضع کے ساتھ چلو۔ تو وہ کہتا ہے کہ تم مجھے نہیں جانتے میں کون ہوں۔ یہ بولے ہاں جانتا ہوں آپ کون ہیں تمہاری حقیقت یہ ہے۔ **اَوَّلُکَ نُطْفَۃٌ قَذِرَۃٌ وَآخِرُکَ جِیْفَۃٌ مذرۃ ۰ وَاَنْتَ بَیْنَ ذَالِکَ تَحْمِلُ الْعَذْرَۃَ** تمہاری ابتدائی حالت تو یہ ہے کہ نطفہ ناپاک تھے اور آخری حالت یہ ہوگی کہ ایک سڑے ہوئے مردار ہو جاؤ گے اور درمیانی حالت یہ کہ دو سیر سے کم پاخانہ تمہارے پیٹ میں نہیں۔ حقیقت میں یہ باتیں ایسی ہیں کہ غصہ کے وقت ان پر غور کرنا چاہئے کیونکہ منشا غضب کا اکثر کِبر ہے اور کِبر کا منشا اپنی حقیقت سے بے خبر ہے یہ تو علمی علاج ہے۔[1]

غیبت و شکایت بھی غصہ سے پیدا ہوتی ہے

عورتوں میں غصہ کا عمومی مرض

چونکہ مستوارت کا مجمع ہے اس واسطے ایسی دو ضروری باتوں کا بیان کیا جاتا ہے جس میں مستورات علی العموم مبتلا ہیں۔ وہ دو مرض ہیں غیبت اور غصہ۔

اور غور سے دیکھا جائے تو ان دونوں میں بھی اصل ایک ہی ہے اور دوسرا اس کی فرع۔ اور وہ اصل غصہ ہے۔ غیبت جب کبھی ہوتی ہے تو کسی ایسی بات کے بعد ہوتی ہے جو خلاف طبع ہو۔ جب وہ بات ناگوار ہوتی ہے تو اس کا ذکر زبان پر آجاتا ہے اگر غصہ نہ

---

[1] آداب انسانیت ۸۶

آئے یا آدمی اس ناگواری خاطر کو ضبط کرلے تو شکایت کیوں زبان پر آئے اس سے ثابت ہوا کہ شکایت وغیبت غصہ ہی کا نتیجہ ہے۔[1]

غصہ کی حکمت اور اس کا بہترین مصرف

یہاں کوئی سوال کرسکتا ہے کہ جب غصہ ایسی بری چیز ہے تو انسان میں اس کی ترکیب کیوں رکھی گئی ہے (یعنی غصہ کو کیوں پیدا کیا گیا؟) اس کا جواب حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اصول سے دیتا ہوں۔ حضرت فرماتے تھے ہر چیز میں برائی اور بھلائی دونوں میں موقع استعمال کے فرق سے ایک ہی چیز خیر اور شر ہو جاتی ہے جیسے روپیہ کہ اسی سے آدمی کی بسر معاش ہے اور اسی کو جرائم میں خرچ کیا جائے تو آدمی مجرم بن جاتا ہے تو اسی روپیہ کی بدولت جس سے آرام پاتا تھا اب قسم قسم کی تکالیف اٹھاتا ہے وجہ یہی ہے کہ بے موقع خرچ کیا گیا۔ اسی طرح غصہ کو حق تعالیٰ نے مضرت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اس میں دفعہ کا ایسا اثر ہے جیسے تلوار میں کاٹنے کا کسی اپنے عزیز کے گلے پر تلوار رکھ دو جب بھی کاٹے گی اور کسی دشمن کے گلے پر رکھو۔ جب بھی کاٹے گی پس غصہ میں فی ذاتہٖ کوئی برائی نہیں بلکہ قصور کام لینے والے کا ہے۔ اللہ کے دشمنوں کے مقابلہ میں اس سے کتنا کام لے سکتے ہیں اور اگر اس کا موقع نہ ہو تو حضرت حاجی صاحب اس کے استعمال کا موقع بتاتے ہیں کہ اپنے نفس پر اس سے کام لو کیونکہ سب سے بڑا دشمن تمہارا نفس ہے چنانچہ فرمایا گیا ہے **اعدی عدوک التی بین جنبیک** (یعنی تمہارا سب سے بڑا دشمن تمہارے پہلو میں تمہارا نفس ہے) جب غصہ میں تلوار کی طرح سے دشمن کے دفع کرنے کی خاصیت ہے تو اس موقع پر بڑا اچھا کام دے گا غصہ دوسروں پر چلانے سے پہلے اپنے اس

---

[1] غوائل الغضب

بڑے دشمن پر چلائیے یہ نفس آپ کا ایسا چھپا دشمن ہے کہ جس کی دشمنی کی خبر بھی نہیں ہوتی۔ دوسرے دشمن آپ کے کھلم کھلا مخالف ہوتے ہیں اور یہ جو کام آپ سے کراتا ہے لذات اور شہوات کے پردہ میں کراتا ہے تو اس کی ایسی مثال ہوگئی جیسے آپ کا ایک مخالف آپ کو سنکھیا دے اور کہے کہ یہ کھا لیجئے آپ اس کو ہرگز نہ کھائیں گے اور ایک آپ کا دوست جو درحقیقت دشمن ہو اور آپ کے قتل کی فکر میں ہو لڈو میں ملا کر زہر دیدے تو آپ اس کو بڑے شوق سے کھالیں گے اور جب تک اس زہر کا اثر نہ ہوگا آپ کو ذرا بھی وہم نہ ہوگا۔

غصہ کے نقصان کی تلافی محض توبہ سے نہیں ہوتی

اسی طرح نفس آپ سے لذات اور شہوات کی آڑ میں ایسے بڑے کام کرا دیتا ہے کہ انکے نتیجے بہت ہی خراب ہیں اور آپ کو پتہ بھی نہیں چلتا جس وقت وہ نتائج ظاہر ہوں گے تو ان کا تدارک مشکل ہو جائے گا۔ مثلاً کسی سے ناخوش ہو کر آپ نے اس کی غیبت کی تو اس وقت تو آپ کو ایک قسم کی لذت حاصل ہوئی لیکن وہ کام ہو گیا جس کا تدارک اب آپ کے ہاتھ میں نہیں جیسا کہ تیر کمان سے چھوٹنے کے بعد تیر انداز کے قبضہ میں نہیں رہتا۔ اب یہ گناہ اپنے نتائج ضرور لائے گا توبہ سے بھی معاف نہیں ہوسکتا چونکہ حق العبد ہے اس سے معاف کرائیے جس کی غیبت کی مگر اس سے کیا امید ہے کہ وہ معاف کرے گا، جب اسے معلوم ہوگا کہ میرے بلا معاف کئے معاف نہیں ہوسکتا اور معاف نہ کرنے کی صورت میں اس کو نیکیاں ملیں گی (تو وہ آسانی سے کیوں معاف کرے گا) دیکھئے کہ نفس نے لذت کی آمیز سے آپ کو کس خطرناک بات میں ڈال دیا تو اس کی دشمنی کیسی کچھ گھری ہوئی، اس ہتھیار کو جو خدا نے دفع مضرت کے لئے دیا ہے یعنی غصہ کو ایسے دشمن کے مقابلہ میں استعمال کیجئے تو اعلیٰ درجہ کی عقلمندی ہے۔[1]

---

[1] غوائل الغضب ص ۲۷،۲۳

حکیم الامت حضرت تھانویؒ کا اعتراف اور اپنی اصلاح کی فکر

میں نے اس مضمون کو قصداً اس لئے بیان کیا ہے کہ میں خود بھی اس غصہ کے مرض میں مبتلا تھا، بیان کرنے سے اپنی غلطی کا اعتراف بھی ہے اور اس اعتراف کا خاصہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی کے اندر سے وہ عیب جاتا رہتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اگر غصہ آوے تو روکو اور آدمیت سے مت نکلو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے پوچھا کہ پہلوان کون ہے پھر خود ہی فرمایا **اَلَّـذِیْ یَمْلِکُ نَفْسَہٗ الْغَضَبَ** یعنی پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے۔

نہ مرد داست آں بہ نزدیک خردمند — کہ با پیل دماں پیکار جوید
بلے مرد آنکس است از روئے تحقیق — کہ چوں خشم آیدش باطل نگوید

پس جو غصہ کو بالکل زائل کر دیتے ہیں وہ نہایت تفریط (کوتاہی) میں ہیں اور جو جوش پر عمل کرتے ہیں وہ افراط (غلو اور زیادتی) میں ہیں اور جو روک کر خفیف اثر سے عقل کے ساتھ کام لیتے ہیں انہوں نے غصہ کے منافع اور مصالح سے کام لیا۔[1]

---

[1] آداب انسانیت ص ۲۴۸

باب ۲

غصہ کے سلسلہ میں شیطان کے تین دھوکے

اخلاق ذمیمہ میں بھی دھوکہ ہوجاتا ہے کہ شیطان ان میں بہت سے منافع سجھاتا ہے مثلاً اسی غضب کو لیجئے کہ اس میں بھی بہت التباس (دھوکہ) واقع ہوتا ہے۔ حالانکہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ غصہ قبیح (بُرا) ہے اور قبیح ہونا اس وقت معلوم ہوتا ہے جب اس پر کوئی واقعہ مرتب ہوتا ہے لیکن پھر بھی جو یہ نہیں چھوٹتا وجہ اس کی یہ ہے کہ اس میں شیطان تین قسم کی مصلحتیں سجھاتا ہے کبھی عقلی، کبھی شرعی، کبھی طبعی، طبعی تو یہ ہے کہ اس میں لطف اور لذت آتی ہے گو بعد میں نادم ہونا پڑتا ہے لیکن عین وقت میں لذت بہت آتی ہے۔ اور اس مصلحت کا جواب تو ظاہر ہے کہ اس لذت کے بعد فوراً ندامت ہوتی ہے کبھی کسی کو یاد نہ ہوگا کہ غصہ آیا ہو اور ندامت نہ ہوئی ہو تو یہ طبعی مصلحت ہے۔

اور عقلی مصلحت پابندانِ طبیعت (یعنی طبیعت کی پیروی کرنے والوں) کو یہ نظر آتی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم اپنے ماتحتوں پر غصہ نہ کریں تو لوگ ہم کو کھا جائیں جیسے حکایت ہے کہ ایک سانپ ایک بزرگ کا مرید ہوگیا تھا ان بزرگ نے کسی کو ستانے سے توبہ کرائی۔ ایک مدت کے بعد جو اس پر ان بزرگ کا گذر ہوا دیکھا تو اس کا بہت شکستہ حال ہے نُچا کھچا پڑا ہوا ہے پوچھا کیا حال ہے؟ عرض کیا جب سے حضرت سے بیعت ہوا ہوں اور توبہ میری مشہور ہوگئی ہے تمام جانوروں نے مجھ پر یورش کر رکھی ہے سب مجھ کو نوچتے ہیں ان بزرگ نے فرمایا کہ میں نے تجھ کو کاٹنے سے منع کیا تھا پھنکارنے سے تو منع نہیں کیا، پھنکار لیا کر۔ تو بعضوں کو واقعی اس کی ضرورت ہوتی ہے لیکن حد سے تجاوز مذموم ہے۔

اور شرعی مصلحت یہ خیال میں آجاتی ہے کہ شیطان یہ تعلیم کرتا ہے کہ دوسروں کی اصلاح اسی وقت ہوگی جب کہ سختی اور غصہ سے کام لیا جائے اس وجہ سے اس کو ترک نہیں کرتا۔[1]

غصے کے تین مرتبے

جاننا چاہئے کہ غصہ اور اسی طرح ہر خُلق کے اندر تین مرتبے ہیں۔ اول تو غصہ کا پیدا ہونا یعنی ہیجانِ نفس۔

دوسرے یہ ہے کہ اس کے مقتضیٰ پر جوش میں آکر کوئی کارروائی کرنا مثلاً غصہ آیا اور جوش آیا کہ زبان سے فلاں بات سخت اس کو کہوں اور ہاتھ سے ماروں۔ پس جس قدر ہیجان اور جوش کا مقتضیٰ تھا سب افعال اس نے کر لیے۔

تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ ہیجان تو ہوا لیکن نفس اس شخص کو بے قابو نہیں کرتا اور نہ جوش کو جاری کرتا ہے اور معاً کوئی کارروائی نہیں کی۔ بلکہ جب جوش ختم ہو گیا اس وقت غور کر کے کارروائی کرتا ہے۔

اب تینوں مرتبوں میں غور کرنا چاہئے کہ کس میں مصلحت ہے اس لئے کہ غصہ کے اندر عقلی اور شرعی حکمتیں ضرور ہیں انکا انکار کسی طرح نہیں کیا جا سکتا اور وہ مصالح واجب التحصیل ہیں (یعنی ان مصالح کا حاصل کرنا ضروری ہے) اور وہ موقوف ہیں غصہ آنے پر اور بحکم مُقَدّمَةُ الْوَاجِبِ وَاجِبٌ، وہ بھی واجب ہے۔ لہٰذا بعض افراد کے اعتبار سے غصہ واجب ہوا اور بعض کے اعتبار سے منہی عنہ (یعنی ناجائز) بھی ہے جو لوگ محققین نہیں ہیں وہ ایسے مقامات پر پہنچ کر تنگ ہوتے ہیں اور گھبراتے ہیں۔[2]

---

[1] وعظ الغضب ملحقہ آداب انسانیت ص۲۴۲ [2] الغضب ص۲۴۲

غصہ کا پہلا درجہ غصہ بالکل نہ آنا

شریعت میں کس قدر وسعت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ غور کرنا چاہئے کہ تین مرتبے جو غضب کے بیان کئے گئے ہیں ان میں سے وہ مصلحتیں کس درجہ میں حاصل ہوں گی کہ وہ مرتبہ مامور بہ اور ماذون فیہ (یعنی جس کی اجازت) ہو اور کس مرتبہ میں حاصل نہ ہوں گی کہ وہ منہی عنہ اور قبیح (ممنوع اور بُرا) ہو اول مرتبہ تھا جوش کا آنا یہ تو منہی عنہ نہیں ہے، شریعت کا حکم یہ نہیں کہ ہم بالکل ٹھنڈے بن جائیں۔ بعضوں نے اپنے نفس کو اس قدر مارا کہ بالکل ہی اس غریب کو مار ڈالا۔

دیکھو! اگر شریعت میں اس قدر بے حسی مطلوب ہوتی تو کلمۃ اللہ جو مشرق سے مغرب تک بواسطہ اعلاء کے پھیل گیا یہ کیسے ہوتا، یہ غصہ ہی کی بدولت ہوا، اسی طرح شہوت کا قطع کرنا اگر مقصود ہوتا تو توالد اور تناسل کیسے ہوتا، اور نیز مجاہدہ کے اندر اجر رکھا گیا ہے وہ کیسے حاصل ہوتا، تقویٰ کی دولت کہاں نصیب ہوتی۔[1]

غصہ بالکل نہ آنا نہ محمود ہے نہ مطلوب

سخت غلطی ہے اس شخص کی جو غصہ کو بالکل دور کرنا چاہے کہ وہ بالکل ہی ملیا میٹ ہو جائے اگر یہ مطلوب ہوتا تو یوں نہ فرماتے **وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ** (یعنی اللہ کے نیک بندے وہ ہیں جو غصہ کو پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والے) اور یہ ارشاد نہ ہوتا **وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ** (کہ اللہ کے بندے جب غصہ ہوتے ہیں تو معاف کر دیتے ہیں) اور **لَا تَغْضَبْ** (غصہ نہ کرو) صیغہ نہی کا ارشاد نہ ہوتا اس لئے کہ محو (یعنی ختم) ہو جانے کے وقت مادہ ہی غضب کا نہ رہتا تو اس سے ممانعت ہی کی

---

[1] الغضب ۲۴۴

ضرورت نہ رہتی پس جوش اور غصہ کا آنا ممنوع نہیں ہے۔اس لئے کہ یہ امور غیر اختیار یہ میں سے ہے اور امر و نہی امور اختیار یہ کے طرف متوجہ ہوتے ہیں اور امور غیر اختیار یہ نہ محمود ہیں نہ مذموم۔ ہاں اس اعتبار سے ان کو محمود کہا جا سکتا ہے کہ وہ حق تعالیٰ کی قضا سے پیش آئے ہیں جیسے حافظ شیرازی اسی مضمون کی نسبت کہتے ہیں۔ ؎

در طریقت ہر چہ پیش سالک آید خیر اوست — بر صراط مستقیم اے دل کسے گمراہ نیست

بہر حال یہ درجہ (کہ غصہ بالکل نہ آئے) ممنوع نہیں ہے۔[1]

غصہ کا دوسرا درجہ اس کے تقاضے پر عمل کرنا

اب دو درجہ باقی رہ گئے ایک تو جوش کے موافق کارروائی کرنا، دوسرے جوش کو دبا کر عقل اور شرع کے تقاضے کے موافق عمل کرنا۔سو تجربہ یہ ہوا ہے کہ جوش کے موافق کارروائی کرنے میں مصالح عقلیہ بالکل نہیں ہیں اور مفاسد بہت ہیں، طبعی مصلحت یعنی لذت آنا یہ بے شک ہے، لیکن وہ ایسی ناک کے رستہ نکلتی ہے کہ آدمی اس پر بے حد نادم ہوتا ہے مثلاً جوش آیا اور اس کو روکا نہیں اور کسی کو برا کہہ دیا وہ مخالف ہو گیا یا کسی کی آنکھ پھوڑ دی یا ہاتھ توڑ دیا تو اس کا انجام دنیا و آخرت دونوں کے اعتبار سے برا ہے۔ جوش کے مقتضاء پر عمل کرنے میں شرعی مصلحت بھی کچھ نہیں ہے اس لئے ارشاد یہ ہے یَسِّرَا وَلاَ تُعَسِّرَا بَشِّرَا وَلاَ تُنَفِّرَا ۔یعنی سہولت کرو سختی نہ کرو۔خوش خبری دو نفرت مت دلاؤ اور اتنے جوش پر عمل کرنے سے یقیناً نفرت ہوتی ہے

اگر کوئی کہے کہ ہیبت کی سخت ضرورت ہے یہ عقلی مصلحت ہے ہم کہتے ہیں کہ ہیبت اس طرح سے نہیں ہوتی۔ ہیبت تو محبت سے ہوتی ہے نفرت سے تو ایسا خوف ہوتا ہے جیسے درندہ سے ہوتا ہے۔ ہیبت نہیں ہوتی، ہیبت محبت کے ساتھ ہوتی ہے جناب رسول اللہ

---

[1] آداب انسانیت ص ۲۴۴

صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیکھو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کس قدر محبت تھی اور ہیبت بھی بہت تھی۔ معشوق کی محبت بھی ہوتی ہے۔اور ہیبت بھی اس قدر ہوتی ہے کہ اس کی طرف دیکھا نہیں جاتا۔

پس ہیبت کی ضرورت ہے نفرت کی ضرورت نہیں اگر نفرت مطلوب ہوتی تو یہ کیوں ارشاد ہوتا فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۔(ترجمہ) خدا کی رحمت کے سبب آپ صحابہ کے ساتھ نرم رہے، اور اگر آپ تند خو سخت طبیعت ہوتے تو یہ آپ کے پاس سے سب منتشر ہو جاتے) غرض اس مرتبہ میں نہ طبعی مصلحت ہے نہ شرعی نہ عقلی۔[1]

غصہ کا تیسرا درجہ محمود و مطلوب ہے

پسندیدہ غصہ کی تشریح

تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ جوش کو کم کر کے عقل کے موافق کارروائی کرنا لیکن اس مرتبہ میں اثر غصہ کا رہنا چاہئے یہ نہ ہو کہ بالکل نہ رہے ورنہ غضب کے اندر جو مصالح ہیں وہ مرتب نہ ہوں گے لیکن اثر کی مختلف قسمیں ہیں۔

مثلاً گرمی کا اثر روٹی میں بھی ہوتا ہے اور توے میں بھی۔ مگر روٹی کو تو منھ میں رکھ لیتے ہیں اور توے کو کوئی ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا۔ پس اتنی حرارت رکھو جتنی روٹی میں ہوتی ہے یعنی ناراضی تو ظاہر ہو اور غصہ کا ظہور نہ ہو لہجہ کے اندر ملامت کا رنگ ہو اور اتنا نہ چلائے کہ رعد و برق بن جائے (بجلی کی طرح گرجنے اور چمکنے لگے) غرض! یہ تیسرا مرتبہ ایسا ہے کہ اس میں طبعی اور عقلی اور شرعی سب مصالح کی رعایت ہے اور طبعی مصلحت کی رعایت اس لئے ذکر کی گئی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس مصلحت کی رعایت فرمائی ہے۔[2]

---

[1] الغضب ص ۲۴۵ [2] الغضب ۲۴۶

غصہ کے تینوں درجوں کا خلاصہ

خلاصہ یہ ہے کہ (غصہ کے) تین مرتبے ہوئے، (اول) ہوائے نفس کا جوش آنا یہ تو نہ مامور بہ ہے نہ منہی عنہ۔ دوسرے جوش کے موافق کارروائی کرنا یہ منہی عنہ (اور ناجائز) ہے۔ تیسرے جوش کو روک کر اور کسی قدر باقی رکھ کر اور اس پر غالب ہو کر عقل (وشرع) کے موافق عمل کرنا یہ درجہ ماذون فیہ (یعنی جائز) ہے اب حدیث میں جو **لاتغضب** (غصہ نہ کرو) فرمایا ہے اس کے معنی سمجھ میں آ گئے ہوں گے کہ غضب سے پہلا اور تیسرا مرتبہ مراد نہیں بلکہ دوسرا مرتبہ مراد ہے یعنی جوش کے موافق کارروائی نہ کرو، یہ تو حدیث کے معنی دلائل عقلیہ سے طے ہوئے۔

اب نصوص سے لیجئے حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں **لَایُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا** اس سے معلوم ہوا کہ **لَاتَغْضَبْ** سے پہلا مرتبہ مراد نہیں اس لئے کہ وہ غیر اختیاری ہے دوسرے مرتبہ کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے **لَایَقْضِیَنَّ قَاضٍ وَھُوَ غَضْبَانُ**۔ یعنی کوئی قاضی غصہ کی حالت میں فیصلہ نہ کرے۔

تیسرے مرتبہ کی اجازت ہے چنانچہ ارشاد ہے **وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ** ۔ بہرحال ان نصوص اور دلائل عقلیہ سے محقق ہو گیا کہ اول مرتبہ نہ مامور بہ ہے نہ منہی عنہ (یعنی نہ اس کا حکم دیا گیا نہ اس سے منع کیا گیا) اور دوسرا درجہ منہی عنہ (یعنی ناجائز ہے) اور تیسرا درجہ کہیں ماذون فیہ اور کہیں واجب۔ (یعنی کہیں جائز ہے اور کہیں واجب ہے)

اگر کسی کو شبہ ہو کہ اعلاء کلمۃ اللہ میں تو بغیر جوش کے کام نہیں، چلتا جواب یہ ہے کہ حدود کی رعایت وہاں بھی ہے جوش کے ہر مقتضا پر عمل کرنا وہاں بھی جائز نہیں مثلاً جوش آیا کہ کسی کو قتل کریں اور اس نے **لاالٰہ الااللہ** کہہ دیا تو حکم یہ ہے کہ جوش کو روک لو اور ہاتھ روک لو۔ پس جوش پر عمل کرنا اسی وقت تک جائز ہے کہ حدود کے اندر رہو۔　　(آداب انسانیت ص ۲۴۷)

کامل انسان وہ ہے جو غصہ سے مغلوب نہ ہو

ایک روایت میں ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا پہلوان کس کو کہتے ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا کہ پہلوان وہ ہے جو کشتی لڑے، فرمایا نہیں۔ بڑا پہلوان وہ ہے جو اپنے نفس کو غصہ کے وقت قابو میں رکھے، غصہ میں جوش پیدا ہونا امر طبعی ہے اس میں ملامت نہیں مگر انسان کو خدائے تعالیٰ نے اختیار بھی دیا ہے (لہٰذا اپنے اختیار سے) اس کو روکنا چاہئے۔ غصہ آنا انسانیت کے خلاف نہیں لیکن اس وقت اس اختیار کو استعمال نہ کرنا جو حق تعالیٰ نے ایسے ہی وقت کے واسطے دیا ہے انسانیت کے خلاف ہے۔

غصہ کو بھی حق تعالیٰ نے بہت ہی مصلحتوں سے انسان کی سرشت میں داخل کیا ہے اس سے بہت سے کام نکلتے ہیں لیکن اختیار کو بھی ساتھ ساتھ سرشت (فطرت) میں رکھ دیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہونا چاہئے کہ جس جگہ غصہ کا کام ہو وہاں کام لے اور جو جگہ غصہ کے کام کی نہیں وہاں کام نہ لے یعنی انسان کامل وہ ہے کہ غصہ سے مغلوب نہ ہو۔ اسی کو فرمایا ہے کہ بڑا پہلوان وہ ہے (جو غصہ کے وقت اپنے پر قابو رکھے) اور ایک روایت میں ہے قوی وہ شخص ہے جو غصہ کا مالک ہو۔ اس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان کی بھی اصلاح فرمائی ہے اور نفس کی بھی۔ زبان کی اصلاح جب ہی ہو سکتی ہے کہ نفس کی اصلاح ہو چکی ہو۔ جس شخص کو نفس پر قدرت حاصل ہے اس کی زبان ضرور محفوظ ہو گی تو غصہ کا مالک ہونا نفس کا مالک ہونا بھی ہے اور زبان کا بھی۔

[1] غوائل الغضب ملحقہ آداب انسانیت ص ۲۵۱

غصہ کے وقت کیا کرنا چاہیئے

غصہ میں بھی ہم خواہش کی اتباع کرتے ہیں ہدایت کی اتباع نہیں کرتے۔اس بارہ میں ہماری حالت یہ ہے کہ غصہ کے وقت سوچتے ہی نہیں کہ اس معاملہ میں شریعت کا حکم کیا ہے فوراً غضب کے مقتضا پر عمل کر بیٹھتے ہیں ۔حالانکہ ہم کو یہ سوچنا چاہیئے کہ ہم جو کچھ کررہے ہیں شریعت کے موافق ہے یا نہیں ۔اس غضب میں بھی ایک ہویٰ (یعنی خواہش) ہےاور ایک ہدیٰ (ہدایت) ہے،غصہ میں گالی دینے کو، مارنے کوسب کچھ کرنے کو جی چاہتا ہے یہ ہویٰ (یعنی خواہش) ہے مگراس میں بھی شریعت کا ایک حکم ہے وہ ہدیٰ ہے۔شریعت نے غصہ کے بھی حدود بتلائے ہیں۔پس جس کوغصہ جاری کرنے پر قدرت ہو جیسے حاکم کو محکوم پر اور رئیس کو رعایا پر اور میاں جی (یعنی استاد) کولڑکوں پر شریعت میں ان سب کے لئے حدود ہیں کیونکہ بعض جگہ بے جا غصہ جاری کرنے سے ہلاکت ہوجاتی ہے ان کوغصہ میں ہوش نہیں رہتا کہ ہم کیا کررہے ہیں یہ ہے اتباع ہویٰ۔ یہاں بھی ہدیٰ کوترجیح دینی چاہیئے اور شریعت پر عمل کرنا چاہیئے ۔سوسب سے پہلے یہ دیکھنا چاہیئے کہ جس بات پر غصہ آیا ہے وہ بات غصہ کی ہے یا نہیں۔اس میں قاعدہ شرعیہ سے کام لینے کی ضرورت ہے مثلاً ایک شخص نے ہمارے عیوب بیان کئے یا کسی بیجا امر پر تنبیہ کی، ہم کوغصہ آگیا کیونکہ دوسرے کا نصیحت کرنا ہماری شان کے خلاف ہے تو ایسے موقع پر شریعت سے کام لینا چاہیئے ۔مگر ہم اس میں بھی اتباع ہویٰ ہی کرتے ہیں۔

ل الہویٰ والہدیٰ ص ۸۴

غصہ کو ضبط کرنے کا طریقہ اور مجرم و قصوروار کو سزا دینے کا شرعی ضابطہ

ایک بات جو پہلی بات کا تتمہ ہے یہ بھی ہے کہ جب غصہ آئے تو یہ بھی سوچیں کہ آیا سزا دینا واجب ہے یا جائز۔ اگر واجب ہو تو اس آیت پر عمل کرے۔

وَلَاتَاخُذُکُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِيْنِ اللّٰهِ

زنا کار کے لئے فرماتے ہیں کہ اس پر شفقت غالب نہ آنی چاہئے پس اگر شرعاً سزا واجب ہو تو سزا دینا واجب ہے شیخ شیرازی فرماتے ہیں۔

بے حکم شرع آب خوردن خطاست وگر خوں بفتوی بریزی رواست

اور یہ اس صورت میں ہے جب موجب سزا اپنا حق نہ ہو بلکہ حق اللہ ہو، اور اگر اپنا حق ہو کہ کسی نے ہمارا نقصان کیا تھا یا ہماری نافرمانی کی تھی تو اس وقت کامل درجہ اتباع ہدیٰ کا یہ ہے فَمَنْ عَفٰى وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ۔

یعنی اپنا حق معاف کردے گو یہ بھی جائز ہے کہ بدلہ لے لے لیکن اگر معاف کردے تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے اور معاف کرنا چونکہ نفس پر شاق ہے اس کے لئے بعض مراقبات کی بھی ضرورت ہے مثلاً یہ سوچے کہ اے نفس کیا تو مجرم نہیں ہے پھر یہ کہے کہ جتنی تجھ کو اس پر قدرت ہے خدا تعالیٰ کو تجھ پر اس سے زیادہ قدرت ہے، پھر یہ سوچے کہ تو اپنے جرم کے لئے کیا چاہتا ہے؟ معافی چاہتا ہے یا سزا؟ یقیناً معافی چاہتا ہے تو جیسے تو اپنی لئے معافی چاہتا ہے۔ اسی طرح تجھ کو دوسروں کے لئے بھی معافی کو پسند کرنا چاہئے۔ اور یہ بھی سوچے کہ اگر تو خطا معاف کردیگا تو حق تعالیٰ تیری خطا معاف کردیں گے۔[1]

---

[1] الہویٰ والہدیٰ ص ۸۸

غصہ کو ضبط کرنے کا آسان مراقبہ

اور یہ ضبط اور معافی علاوہ تکمیل اخلاق کے موجب اجروثواب بھی ہے اور واقعی قدرت کے وقت غصہ کو پی لینا اور معاف کردینا بھی بڑے ثواب کا کام ہے اس کے فضائل بھی بہت وارد ہیں۔

بندوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنے کی وجہ سے مغفرت

ایک حکایت

ایک شخص کی حکایت ہے کہ وہ زیادہ اعمال کا پابند نہ تھا۔مگرایک کام یہ کیا کرتا تھا کہ جب لوگوں کو قرض دیتا تو مہلت بھی دیدیتا۔اگر مقروض کے پاس ادا کرنے کو نہ ہوا تو معاف کردیتا، جب اس کا انتقال ہوگیا تو حق تعالیٰ نے فرمایا کہ گو اس کے اعمال زیادہ نہیں مگر جب یہ باوجود عجز واحتیاج کے ہمارے بندوں کے ساتھ سہولت کرتا تھا تو ہم تو قادر ہیں ہم بھی اس کے ساتھ سہولت ہی کریں گے اس لئے ہم نے اپنا سب حق معاف کیا۔بہرحال ان مراقبات کے بعد غصہ کو ضبط کرلینا یا مجرم کو معاف کردینا سہل ہوجائے گا۔[1]

---

[1] الہویٰ والہدیٰ ص۸۸

باب ۳

غصہ کو ضبط کرنے کی فضیلت

حق تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ (ترجمہ) اور غصہ کو پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والے۔

اس میں علاوہ فضیلتِ ضبط کے ایک دلیل بھی ہے اس دعویٰ کی جو اوپر کیا گیا ہے کہ انتقام کا جذبہ تو نفس میں رہتا ہے مگر ریاضت (ومجاہدہ) سے مقاومت (مقابلہ) آسان ہو جاتی ہے کیونکہ حق تعالیٰ نے الکاظمین فرمایا ہے کہ غصہ کے پینے والے ہیں۔ یعنی غصہ تو آتا ہے مگر پی جاتے ہیں۔ فاقدین الغیظ نہیں فرمایا کہ انکو غصہ ہی نہیں آتا۔ (الھویٰ والھدیٰ)

جنت کی جس حور کو چاہے لے لے

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے غصہ کو روک لے ایسی حالت میں کہ وہ اس کے اجراء پر قادر ہے اس کو خدائے تعالیٰ قیامت کے دن علیٰ روس الخلائق (پوری مخلوق کے سامنے) بااختیار کردیں گے کہ جس حور کو چاہے پسند کرے۔ (حوالہ مذکور)

غصہ کو ضبط کرنے کے سلسلہ میں چند بزرگوں کی حکایتیں

حضرت امام حسینؓ کی حکایت

حضرت امام حسینؓ کی حکایت ہے کہ آپ کے یہاں چند مہمان تھے کھانے کا

وقت آیا۔غلام کھانا لایا اتفاق سے شوربے کا پیالہ لئے ہوئے تھا،فرش پر پاؤں پھسلا اور پیالے میں سے گرم گرم شوربا آپ کے چہرہ مبارک پر پڑا۔آپ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کیسا منظر تھا۔اِس وقت اہل جاہ اپنے دل میں ٹٹولیں کہ ایسے موقع پر وہ کیا کرتے؟ آپ نے کچھ نہیں کیا۔مگر بمصلحت تعلیم نظر تادیب یعنی اس کی تعلیم وتربیت کی مصلحت سے اس کی طرف ترچھی نگاہوں سے دیکھا۔اس کی زبان پر فوراًیہ جاری ہوگیا **وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ** ۔ اللہ کے خاص بندے غصہ کو پینے والے ہیں،آپ نے فرمایا **کَظَمْتُ غَیْظِیْ** کہ میں نے اپنا غصہ پی لیا،پھر غلام نے کہا **وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ** اور وہ لوگوں کو معاف کردیتے ہیں،آپ نے فرمایا **عَفَوْتَ عَنْکَ** کہ میں نے تجھے معاف کیا پھر اس نے کہا **وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ** اور اللہ احسان کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے آپ نے فرمایا! **قد اعتقتک لوجه الله** کہ میں نے تجھ کو اللہ کے واسطے آزاد کیا۔!

حضرت یہ نمونے ہیں اقتداء کے لئے اب یہ سوچو کہ ہم میں ان حضرات سے زیادہ کون سی فضیلت ہے جو غصہ میں آپے سے باہر ہوجاتے ہیں۔[1]

مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کی حکایت

مولانا محمد اسمٰعیل شہیدؒ نصیحت کرنے میں تیز مشہور تھے بعض لوگوں کا گمان یہ تھا کہ یہ تیزی نفسانیت کا جوش ہے آپ ایک دفعہ مجمع میں وعظ فرمارہے تھے کہ ایک بے ادب شخص نے عرض کیا کہ حضرت میں نے سنا ہے کہ آپ حرام کی پیدائش ہیں آپ نے اسی لہجہ میں جو وعظ کا لہجہ تھا نہایت متانت سے جواب دیا کہ بھائی کسی نے تم سے غلط کہا ہے میرے ماں باپ کے نکاح کے گواہ تو اب تک موجود ہیں تمہارا جی چاہے تو میں ان سے گواہی دلوادوں کہ ان کے سامنے نکاح ہوا تھا اور نکاح کے بعد **الولد للفراش** حکم

---

[1] الہویٰ والہدیٰ ص ۸۹

شرعی ہے۔ کیا انتہا ہے اس تواضع کی۔

اس شخص کی یہ بات تمام سامعین کو سخت گراں گذری خصوصاً جاں نثاروں کو تو نہ معلوم کیسا ہیجان ہوا ہوگا۔ مگر مولانا نے استقلال کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ تحمل سے کام لیا اس کا اثر یہ ہوا کہ وہ شخص آپ کے قدموں میں گر پڑا اور کہا کہ میرا گمان یہ تھا کہ آپ کا غصہ نفس کے لئے ہے آج معلوم ہو گیا کہ آپ غصہ نفس کے لئے نہیں کرتے۔

غرض بزرگوں کی بڑی بڑی حکایتیں ہیں کہ انہوں نے کس طرح غصہ کو ضبط کیا ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ کی حکایت

ایک شخص ایک بزرگ (حضرت امام ابوحنیفہؒ) کی خدمت میں گئے اور یہ کہا کہ آپ کے والد صاحب کا انتقال ہو گیا ہے اور آپ کی والدہ صاحبہ بیوہ رہ گئیں اور سنا ہے کہ وہ نہایت حسین ہیں۔ آپ ان سے میرا نکاح کر دیجئے وہ بزرگ جواب میں فرماتے ہیں کہ میری والدہ نابالغ نہیں ہیں۔ بلکہ بالغ اور ثیبہ ہیں میں ان سے پوچھتا ہوں اگر وہ راضی ہو جائیں تو مجھے کیا انکار ہے اس نے کہا تو پھر گھر میں جا کر پوچھ لیجئے۔ آپ گھر میں جانے لگے مگر وہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے تھے اتفاق سے ان بزرگ نے چلتے چلتے مڑ کر جو دیکھا تو وہ شخص گرا ہوا مرا ہوا پڑا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو میرے صبر نے قتل کیا، اس کا مقصود نکاح کرنا نہیں تھا بلکہ ان بزرگ کے ساتھ تمسخر و استخفاف ہنسی کرنا تھا، کیا انتہا ہے اس حلم وضبط کی مگر یہ حضرات جتنا حلم کرتے ہیں اتنا ہی خدائے تعالیٰ ان کی طرف سے انتقام لیتے ہیں۔ حدیث میں ہے **مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُه' بِالْحَرْبِ**۔ کسی شخص کو اول تو کسی کے ساتھ بھی دل آزاری کا برتاؤ نہ کرنا چاہئے، خاص اللہ کے نیک بندوں کے ساتھ تو ہرگز ایسا برتاؤ نہ کرنا چاہئے۔ جب طعنہ دینا بھی کسی کو جائز نہیں تو ایذا پہنچانا کیسے جائز ہوگا۔[1]

---

[1] الھویٰ والھدیٰ ص ۹۲

ہمارے اور اسلاف کے غصہ کا فرق

دیکھئے میں کتاب ہی کی روایت سناتا ہوں جو آپ نے خدا جانے کتنی دفعہ پڑھی ہوگی روایت کیا ہے ابووائل نے کہ ہم عروہ بن محمد کے یہاں کسی ضرورت سے گئے تھے۔ عروہ کو کسی بات پر غصہ آیا۔ غصہ کا آنا امر طبعی تھا جس میں ہم بھی ان کے مماثل ہیں۔ بلکہ ان سے بڑھے ہوئے ہیں لیکن ان لوگوں کی حالت دیکھئے اور پھر اپنی حالت سے مقابلہ کیجئے۔ غصہ ہم کو بھی آتا ہے مگر بہائم (جانوروں) کی طرح ہمیں کچھ یاد نہیں آتا کہ یہ مرض ہے اور اس کا علاج کیا ہے۔ عوام کو چھوڑ کر میں ان لوگوں کی حالت بیان کرتا ہوں جو سب کچھ پڑھے ہوئے اور جانے ہوئے ہیں اور لوگ انکو متقی سمجھتے ہیں اور ان کا خود بھی گمان اپنی طرف اچھا ہے اور ایسے امراض کا علاج دوسروں کو پڑھاتے اور سکھاتے اور بتاتے ہیں لیکن اپنے آپ کبھی وقت پر نہیں سوجھتا۔ ان کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے طب پڑھی اور دوائیں ضرورت سے بھی زیادہ جمع کرلیں۔ کوئی دوا ایسی نہیں چھوٹی جو اس کے پاس نہ ہو مگر اتنی کسر ہے کہ استاد سے مطب نہیں کیا جب کوئی مرض پیش آتا ہے تو اس کے لئے نسخہ ترکیب دینا ان کو نہیں آتا۔ اگر غور سے آپ دیکھیں تو اس شخص میں اور ایک عام آدمی میں جس کو علم طب نہیں آتا۔ اور نہ دوائیں اس کے پاس ہیں کچھ فرق نہیں۔ بلکہ اس شخص کی حالت زیادہ افسوس کے قابل ہے کہ اس نے بہت سا وقت صرف کیا اپنے مکان کو دواؤں کے رکھنے میں گھیر دیا، بہت سی رقم دوا میں لگادی اور نتیجہ وہی جو اس عامی کو حاصل ہے، کام کی چیز تو مطب ہے گو علم تھوڑا ہو دوائیں بھی زیادہ نہ ہوں لیکن وقت پر ان کا استعمال آتا ہو تو مرض کا علاج ہوسکتا ہے۔ اور غرض اصلی حاصل ہوسکتی ہے آج کل کے متقیوں کی حالت یہی ہے کہ دوسروں کو بتانے میں خوب چاق چوبند ہیں اور جب اپنے آپ کو کوئی بات پیش آتی ہے تو کچھ علاج ان کو نہیں سوجھتا۔۔۔۔ یہ صحابہؓ وسلف میں

کمال تھا۔اسی سے ہماری اوران کی حالت کا فرق معلوم ہوتا ہے وہ وقت پر علاج کرنے میں کبھی نہیں چوکتے تھے۔[1]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہی حالت تھی کہ جتنا سنتے تھے اس کے کار بند ہوتے تھے اور اپنے امراض کا علاج وقت پر ضرور کرتے تھے۔گویا طب سے کام لینے والے یہی لوگ تھے اور جاننے کو ہم بھی سب کچھ جانتے ہیں (لیکن عمل نہیں کرتے) وہ علوم اب تک باقی ہیں ہاں عمل کی کمی ہے۔[2]

علماء کا احسان

غرض غصہ کے علاج اسی واسطے بتائے گئے ہیں کہ عین غصہ کی حالت میں کام دیں۔ان کو یادرکھئے اور غصہ کے وقت ان کو استعمال کیجئے۔غصہ سے مغلوب ہو جانا عذر نہیں ہے۔ دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو غصہ کی حالت میں علاج کی تعلیم فرمائی۔ یہ تین علاج حدیث میں آئے ہیں (جوآگے آرہے ہیں) علما امت نے غصہ کے چند علاج اور بھی لکھے ہیں اس کو یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ علماء کی ایجاد ہے اور دین میں کچھ کمی تھی جس کو انھوں نے پورا کیا بلکہ اس کو دین کے ساتھ تفصیل اور اجمال یا متن اور شرح کی نسبت ہے شارح فن کا موجد نہیں ہوتا ہاں موضح ہوتا ہے۔ دین میں ترمیم اور ایجاد کا کسی کو منصب نہیں اور توضیح کے واسطے حق تعالیٰ نے علماء کو پیدا ہی کیا ہے۔ہم لوگوں کی آسانی کے واسطے قواعد شرع سے وہ باتیں مستنبط کر کے لکھ دیں کہ ہماری نظر ان تک نہ پہنچتی یا پہنچتی تو بہت محنت کے بعد یہ علماء کا ہمارے اوپر احسان ہے کہ ہم کو بہت سے کام سے سبکدوش کر دیا اور لکھ کر نسخہ ہمارے ہاتھ میں دیدیا کتاب میں تلاش کرنے کی زحمت سے بھی بچا دیا۔اس امت کے علماء نے خدا کے فضل سے دین کی خدمت ایسی کی ہے کہ نظیر

---

[1] غوائل الغضب ملحقہ آداب انسانیت ص۲۵۳ [2] آداب انسانیت ص۲۶۸

ملنا مشکل ہے اس کی مثال ایسی ہے کہ ماہر طبیب ایک مرض کے متعدد نسخے لکھ سکتا ہے حالانکہ کتاب میں ایک ہی نسخہ لکھا ہے وہ نسخے اس کی ایجاد نہیں ہوتے۔ بلکہ ان اصول کلیہ سے مستنبط ہوتے ہیں جو طب میں موجود ہیں وجہ یہ ہے کہ جزئی علاج ہر زمانہ میں بدلتے رہتے ہیں۔ اور کلیات وہی ہیں جو مدت سے چلے آتے ہیں۔[1]

[1] ص ۲۶۸

باب ۴

غصہ کے متفرق علاج، پہلا علاج وضو کرنا

(حضرت ابووائل کہتے ہیں کہ ہم عروۃ بن محمد کے یہاں کسی ضرورت سے گئے تھے کسی بات پر) عروہ کو غصہ آیا لیکن ابووائل کہتے ہیں کہ انہوں نے فوراً پانی منگا کر وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی اور کہا کہ میرے باپ نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ **اَلْغَضَبُ مِنَ الشَّیْطَانِ** اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے **اِنَّ الشَّیْطَانَ خُلِقَ مِنَ النَّارِ** یعنی غصہ شیطان کا اثر ہے اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے دیکھئے غصہ کے وقت حرارت ہی کے آثار ظاہر ہوتے ہیں چہرہ کیسا سرخ ہوجاتا ہے۔ ہاتھ پیر کانپنے لگتے ہیں یہ سب نار کے ہی فعل ہیں۔ چنانچہ شیطان سے کسی نے پوچھا کہ انسان کے جسم میں تو کہاں رہتا ہے؟ (شیطان نے کہا) جس وقت انسان خوش ہوتا ہے تو دل میں ہوتا ہوں اور جب غصہ ہوتا ہے تو سر کے اوپر ہوتا ہوں۔

سبحان اللہ طبیب ماہر جاہل سے ہمیشہ اچھا ہوتا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ فرمایا **الغضب من الشیطان و الشیطان من النار** تو اس کا علاج بھی وہ تعلیم فرمایا جو اس کا پورا مقابل ہے یعنی یہ تعلیم فرمایا کہ غصہ کے وقت وضو کرو، صرف اعضاء کا دھونا نہیں بتایا۔ اس واسطے کہ صرف نار نہیں بلکہ شیطان کا اثر ہے جو نار سے مخلوق ہے نار کا مقابل پانی اور شیطان کی شیطنت اور کفر کے مقابل عبادت، عبادت تکبر کی ضد ہے اور شیطان کی تمام شیطنت کا خلاصہ کبر ہے تو وہ فعل علاج کے لئے تجویز فرمایا جو نار کا بھی مقابل ہے اور کبر کا بھی مقابل ہے یعنی عبادت ہے اور وہ فعل وضو ہے۔ صرف

اعضاء کے دھونے سے حرارت بے شک کم ہو جاتی مگر عبادت شامل ہونے سے جو تاثیر پانی کی بڑھ گئی وہ سوائے اس طریقے کے اور کسی طرح حاصل نہ ہوتی۔

آپ کو معلوم ہوگا کہ وضو عبادت ہے۔ اگر عبادت مقصودہ بھی نہ ہو تو لازم عبادت تو ہے ہی۔۔۔۔۔۔ اور لازم شی میں بھی کچھ نہ کچھ اثر ملزوم کا ہوتا ہی ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ بنفشہ اور نیلوفر اور خطمی اور ملٹھی وغیرہ بھی چند دوائیں ہیں جو طبیبوں کے نسخوں مں اکثر لکھی جاتی ہے۔ مگر انہی دواؤں سے آپ علاج نہیں کر سکتے، طبیب کی پھر ضرورت ہے اور طبیب کیا کرتا ہے کہ انہی دواؤں کو ایک خاص ہیئت پر جمع کر دیتا ہے اس ترکیب کو علاج میں بڑا دخل ہے تو آپ کو اگر مرض کا علاج کرانا ہو تو دواؤں کو اسی ترکیب سے استعمال کریں اپنی رائے کو دخل نہ دیجئے ورنہ نقصان ہوگا۔ ہم کو ہمارے طبیب روحانی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے موقعوں کے لئے وضو سکھایا ہے، یہ کام ہاتھ پیر دھونے سے نہیں نکل سکتا جو باقاعدہ مرکب نسخہ سے نکلے تو وضو کو بالخاصہ غصہ کے دور کرنے میں دخل ہے۔

وضو سے قرب الٰہی

اتنی بات قیاس سے بھی سمجھ میں آ سکتی ہے کہ جب وضو عبادت ہے اور عبادت کہتے ہیں تقرب الی اللہ کو، جب انسان کو حق تعالیٰ سے قرب ہوگا تو ظاہر ہے کہ شیطان سے بعد ہوگا بلکہ شیطان خود وہاں ٹھہر نہ سکے گا اور اس کو دور ہونا پڑے گا۔

دشمن چہ کند چو مہرباں شد دوست

آدمی جب عبادت کرتا ہے تو جتنا یہ حق تعالیٰ کی طرف چلتا ہے اس سے زیادہ حق تعالیٰ اس کی طرف کرم فرماتے ہیں حدیث قدسی ہے **من تقرب الی شبرا تقربت الیہ ذراعا ومن تقرب الی ذراعا تقربت الیہ باعا ومن اتانی یمشی اتیتہ**

ھرولہ ۔یعنی حق تعالیٰ فرماتے ہیں جو شخص میری طرف ایک بالشت آتا ہے میں اس کی طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہوں اور جو کوئی میری طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہے میں دو ہاتھ بڑھتا ہوں ۔اور کوئی میری طرف آہستہ چل کر آتا ہے میں اسکی طرف دوڑ کر آتا ہوں ۔آپ وضو سے ذرا تقرب کریں گے تو حق تعالیٰ کی طرف سے رحمت کا مینہ برس پڑے گا پھر جہاں حق تعالیٰ وہاں کیسا شیطان اور جہاں رحمت کی بارش وہاں کیسی آگ ۔ ؎

دشمن چہ کند چو مہرباں باشد دوست

خدا تو خدا شیطان فرشتوں کے سامنے بھی نہیں ٹھہر سکتا۔ دیکھئے بدر کے قصہ میں **فَلَمَّا تَرَاءَ تِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ** شیطان کفار کے ساتھ تھا بلکہ جنگ میں شیطان ہی بڑھاوے دے کر کفار کو مقابلہ میں لایا تھا لیکن جب دونوں طرف سے صف بندی ہوئی اور شیطان کی نظر ان فرشتوں پر پڑی جو مسلمانوں کی تائید کے واسطے بھیجے گئے تھے تو **نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ** الٹے پیروں بھاگا۔ خدا تعالیٰ کا جلال اور عظمت تو بڑی چیز ہے، فرشتوں کے سامنے بھی ٹھہرنے کی تاب نہ لا سکا۔

الغرض وضو سے خدا تعالیٰ کا قرب ہو جاتا ہے اور خدا کے قرب سے شیطان ٹھہر نہیں سکتا جب کہ فرشتوں کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا۔ حاصل یہ کہ وضو کو غصہ کو فرو کرنے (یعنی ٹھنڈا کرنے) میں بڑا دخل ہے۔اور شیطان جو غصہ کا باعث ہے وہ وضو سے بھاگتا ہے، یہ ایک بہت مجرب علاج ہے مگر اسی وقت کہ جب ہمیں غصہ کے وقت یاد بھی رہے کہ اس کا علاج وضو ہے، لیکن ہم تو غصہ میں بالکل مغلوب ہو جاتے ہیں اور اگر کوئی یاد بھی دلائے تو ہمیں سنائی نہیں دیتا۔

اور بعض اوقات ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ وضو کرنے سے بھی غصہ فرو (ٹھنڈا) نہیں ہوتا اس کی وجہ صرف ضعفِ ایمان ہے۔

غصہ کے وقت عرب بدویوں کا حال

ورنہ ہم نے عرب میں بدویوں کو دیکھا ہے حالانکہ وہ بالکل جاہل لوگ ہیں نہ خود علم ہے نہ علماء کی صحبت ان کو نصیب ہے مگر اللہ اکبر! حق تعالیٰ نے کیسا ایمان ان لوگوں کے دلوں میں رکھا ہے کہ دو بدوؤں میں لڑائی ہو جاوے اور تلوار چلنے کی نوبت آ جائے اور دونوں ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہوں اس حال میں کوئی تیسرا شخص کہہ دے **یا شیخ صَلِّ عَلَی النَّبِی** (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو) (ﷺ) تو بس نہ لڑائی رہے نہ جھگڑا۔ اوران کا غصہ اور حرارت ایک دم فنا ہو جاتی ہے اس کے مقابلہ میں یہاں دیکھئے، کسی کے سامنے غصہ کی حالت میں اس سے کہئے کہ میاں! اللہ تعالیٰ کا نام لے مگر کچھ بھی نہیں ہوتا۔ وہ دونوں بدو اس لفظ کو سن کر ممکن نہیں کہ سوائے درود شریف کے اور کوئی جواب دیں اور جہاں درود شریف انہوں نے پڑھا اوران کا جوش کافور ہوا۔

اس قصہ کے سننے کے بعد ہمارا منہ ہے کہ عرب کو کچھ بھی کہہ سکیں ان کے رگ وریشہ میں اللہ ورسول ﷺ کی محبت پلائی ہوئی ہے ذرا سا نام لیا اسی کی طرف ان کا دل کھنچ گیا۔ غصہ اور موجب غصہ سب فراموش ہو گیا (ذرا سا کہنا صرف لفظ کے چھوٹے ہونے کے اعتبار سے ہے ورنہ اور کون سا نام بڑا ہوگا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام خدا کے نام کے بعد ہے) کمال ایمان کے یہ آثار ہوتے ہیں ہم لوگوں میں ایمان کا نام ہی نام ہے اسی واسطے غصہ کی حالت میں خود تو سوچنا کیسا کسی کے یاد دلانے سے بھی یاد نہیں آتا۔[1]

---

[1] غوال الغضب ص ۲۵۸

اگر علاج سے فائدہ نہ ہو تو اپنی طبیعت کا قصور ہے

اگر کسی کو اتفاق ہو کہ وضو سے بھی غصہ نہ جاوے تو یہ نہ سمجھے کہ علاج غیر مجرب ہے ۔بلکہ اپنا فساد طبیعت سمجھے جیسا کہ گلاب اور کیوڑے سے گنواروں کی بے ہوشی کا علاج نہیں ہوتا۔ نہ اس وجہ سے کہ ان میں بے ہوشی کے ازالہ کی خاصیت کی نہیں ہے بلکہ اس وجہ سے کہ ان کی طبیعت گندی طبیعت ہے پا کیزہ علاج کو قبول نہیں کرتی ۔ گندہ علاج چاہتی ہے ان کو مٹی کا تیل اور پیاز اور لہسن سونگھایا جائے۔غرض ہم کو جناب رسول اللہ ﷺ نے غصہ کا یہ علاج سکھایا کہ وضو کرلیں اور اسی پر بس نہیں کیا۔ایک اور علاج بھی سکھایا ہے اور یہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت ہے ورنہ کچھ ضرور نہ تھا کہ متعدد علاج سکھائیں اس کی مثال بالکل اس مہربان طبیب کی سی ہے جس کا دل بیمار کو دیکھ کر دکھتا ہو اور ایک علاج بتلا دے اور پھر اس وجہ سے کہ شاید اس سے نہ ہو سکے دوسرا اور تیسرا متعدد علاج بتادیئے کہ کسی طرح اس کی جان بچ جاوے۔[1]

غصہ کا دوسرا علاج کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں اِذَا غَضِبَ اَحَدُکُمْ فَلْیَجْلِسْ یعنی جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اگر کھڑا ہے تو بیٹھ جائے اور اگر اس سے نہ جائے تو لیٹ جائے ۔یقین کامل ہے کہ اس سے آگے کسی تدبیر کی ضرورت نہ ہوگی ۔ اس میں اہل لطائف نے ایک نکتہ بیان کیا ہے کہ غصہ کے فرو (ٹھنڈا) کرنے میں لیٹنے اور بیٹھنے کو کیا دخل ہے وہ یہ ہے کہ جب آدمی کھڑا ہوتا ہے تو زمین سے اس کے جسم کو بُعد (دوری) ہوتا ہے اور بیٹھنے میں زمین سے قرب ہو جاتا ہے۔اور لیٹنے میں اس سے بھی

---

[1] آداب انسانیت ص ۲۵۹

زیادہ زمین سے مل جاتا ہے اور زمین کی طبیعت میں حق تعالیٰ نے انکسار رکھا ہے وہ انکسار آدمی پر بھی اثر کر جاتا ہے اور انکسار تکبر اور غضب کی ضد ہے۔ تو گویا یہ علاج بالضد ہوا اور یہی اصل الاصول علاج کا ہے اور فطری طور پر بھی یہ علاج واقعی علاج ہے، تجربہ سے دیکھا جاتا ہے کہ غصہ میں بے اختیار یہ جی چاہتا ہے کہ ایسی ہیئت بنائے کہ مارنا، کوٹنا، پکڑنا وغیرہ آسان ہو جائے، مثلاً اگر لیٹے ہوئے آدمی کو غصہ آئے تو بے اختیار اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے اور اگر اس سے بھی زیادہ غصہ ہو تو کھڑا ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ لیٹا ہوا آدمی دوسرے کو مارنا پیٹنا ایسی نہیں کر سکتا جیسا کہ بیٹھا ہوا یا کھڑا ہوا کر سکتا ہے تو غصہ کا مقتضائے طبعی یہی ہوا کہ آدمی لیٹا ہو تو بیٹھ جائے اور بیٹھا ہو تو کھڑا ہو جائے تو بیٹھنے کو غصہ کی اصلی ہیئت سے کچھ بُعد ہے اور لیٹنے کو بہت زیادہ بعد ہے تو یہ تعلیم عین فطری تعلیم ہوئی کہ اگر کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ اور بیٹھے ہو تو لیٹ جاؤ۔[1]

غصہ سخت مرض ہے اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعدد علاج بیان فرمائے ہیں

سبحان اللہ! شارع علیہ السلام نے اخلاق کی کس قدر اصلاح فرمائی ہے ہر ہر مرض کے متعدد علاج بتادیئے ہیں۔ اور جیسا کہ اس سے شفقت ثابت ہوتی ہے ایسی ہی یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ اخلاق کی درستی اعمال ظاہرہ سے بہت زیادہ ضروری ہے کیونکہ متعدد تدبیریں اسی کام کے لئے کی جاتی ہیں جس کی ضرورت زیادہ ہو۔ جس مکان میں معمولی سامان ہوتا ہے اس میں ایک تالا ڈال دیا کرتے ہیں اور جس میں کچھ قیمتی اسباب ہوتا ہے اس میں خوب مضبوط تالا بلکہ متعدد تالے ڈالتے ہیں اور جس میں خزانہ ہوتا ہے

[1] آداب انسانیت ۲۶۰

اس میں کئی کئی قسم کے تالے ڈالتے ہیں اور مزید اعتبار کے لئے پہرا بھی رکھتے ہیں وجہ اس کی یہی ہے کہ خزانہ کی حفاظت اور سامان سے زیادہ ضروری ہےاو خزانہ دوسرے تمام سامان سے زیادہ قیمتی چیز ہے، شارع علیہ السلام نے جن امراض کی کئی کئی تدبیریں بتائی ہیں وہ امراض ایسے نہیں ہیں جن کو سرسری نظر سے دیکھا جاوے بلکہ وہ امراض سخت امراض ہیں اوران سے بچنے کی کچھ زیادہ ہی ضرورت ہے جبھی تو ایک تدبیر پر اکتفا نہیں کیا گیا۔

مگر افسوس ہے کہ ہم لوگوں کی بڑی توجہ اگر ہوئی تو صرف اعمال ظاہری کی طرف اور یہی بڑی معراج ہے کہ پانچ وقت نماز پڑھ لیا کریں اور رمضان میں روزے رکھ لیا کریں۔نماز روزہ واقعی رکنِ ایمان ہیں لیکن یہ بھی بلا شک وشبہ سمجھ لیجئے کہ درستیٔ اخلاق من وجہ ان سے بھی زیادہ ضروری اجزاء ہیں کیونکہ اخلاق اعمال کے لئے بمنزلہ اصول کے ہیں فروع کے لئے، درخت میں سے دوچار شاخوں کا بھی کٹ جانا اتنا اثر نہیں رکھتا جتنا کہ جڑ کے ایک ریشہ کا کٹ جانا رکھتا ہے۔[1]

غصہ کا تیسرا علاج اعوذباللہ پڑھنا

غصہ کا تیسرا علاج یہ ہے جس کو روایت کیا ہے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا! دو شخصوں میں جھگڑا ہوا یہ دونوں صحابی تھے بشریت سے کوئی خالی نہیں ۔ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دونوں کو غصہ آ گیا یہ ظاہراً بے ادبی ضرور ہے مگر حق تعالیٰ کو ہمارے لئے ایک تعلیم پہنچانی تھی کہ وہ بلا اس غصہ کے نہ ہوتی دونوں کو غصہ آیا۔اور خوب جھگڑا ہوا۔ دونوں میں سے کوئی خاموش نہ ہوتا تھا تو جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنِّی اَعْلَمُ کَلِمَةً لَوْقَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَايَجِدُ یعنی میں ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر غصہ والا اس کو پڑھ لے تو ابھی غصہ جاتا رہے اور وہ کلمہ اعوذباللہ ہے۔[2]

---

[1] آداب انسانیت ص۲۶۰ [2] غوائل الغضب ص۲۶۱

غصہ کا چوتھا علاج

غصہ کا علاج ایک یہ ہے کہ یہ عبارت لکھ کر ایسی جگہ چسپاں کردے جہاں اس کی نظر پڑتی رہے

اور ایک علاج یہ ہے کہ جس کو غصہ زیادہ آتا ہو ایک کاغذ پر یہ لفظ لکھ کر کسی ایسے موقعہ پر لگادے کہ اس پر ضرور نظر پڑتی ہو وہ لفظ یہ ہے!

''خدا تعالیٰ کو تجھ پر اس سے زیادہ قدرت ہے کہ جتنی تجھ کو اس پر ہے''

غصہ جب ہی آتا ہے کہ جب دوسرے کو اپنے سامنے کمزور پاتا ہے اور جب دوسرا زبردست ہوتا ہے تو غصہ نہیں آتا۔ بلکہ اگر تیسرا ابھی ایک زبردست موجود ہو اس کے سامنے بھی تو غصہ نہیں آتا، کہیں ایک ہاتھی مست ہو گیا تھا اور لوگوں کو مارنا شروع کیا بہت تدبیریں کیں مگر قابو میں نہ آیا۔ یہاں تک کہ مالک نے اجازت دیدی کہ گولی سے ماردیا جائے ایک پرانے فیل بان نے یہ تدبیر بتائی کہ ایک شیر ببر کا کٹھگڑا اس کے سامنے لاکر رکھ دو۔ بس شیر کا لانا تھا کہ وہ مستی اور شور سب جاتا رہا اور ہاتھی چپ چاپ کھڑا ہو گیا۔ ہاتھی کی بھی جان بچ گئی اور مالک کا بھی نقصان نہ ہوا۔ اسی طرح جب اس عبارت کو دیکھ کر ایک قادر قوی کا استحضار ہوگا یعنی حق تعالیٰ کی عظمت اور جبروت ذہن میں گذرے گی بس۔ پھر غصہ کا نام کہاں [1]

ذہول (یعنی بھول) کا علاج استحضار ہے، ایک پرچہ و قبائح (یعنی غصہ کے نقصانات) لکھ کر اپنے پاس رکھو خواہ جیب میں یا بطور تعویذ کے بازو پر۔ غصہ کے وقت اس کا مضمون یاد آجانا یا یاد کر لینا آسان ہوگا [2]

---

[1] غوائل الغضب ص ۲۷۰ [2] انفاس عیسیٰ ص ۲۰۱

پانچواں علاج

غصہ کا ایک علاج یہ ہے کہ اس جگہ سے ہٹ جائے

علماء نے غصہ کا ایک علاج یہ بتایا ہے کہ اس جگہ سے علٰحدہ ہو جائے، ظاہر ہے کہ جب دوسری جگہ چلا جائے گا تو نہ وہ شخص موجود ہوگا جس پر غصہ آیا، نہ وہ اسباب وہاں موجود ہوں گے جو غصہ کے باعث ہوئے تھے، غصہ خود ہی ٹھنڈا ہو جائے گا۔[1]

(حال)(ایک غصہ کے مریض کا حال!) حضور نے غصہ کا علاج یہ علاج یہ تجویز فرمایا ہے کہ جب غصہ آوے اس جگہ سے اٹھ جاویں۔ چنانچہ میں الگ ہو جاتا ہوں لیکن غصہ کا اثر دماغ پر اتنا پڑتا ہے کہ باوجود کوشش کے بھی کسی کام میں دل نہیں لگا سکتا یہاں تک کہ نماز بھی اچھی طرح نہیں پڑھ سکتا اکثر خیالات منتشر ہو جاتے ہیں اور نماز میں سہو ہو جاتا ہے اگر مناسب ہو تو حضور غصہ کے اثر کے دفعیہ کے لئے کوئی دوا تجویز فرمائیں۔

جواب:! اس میں بتلائی ہوئی جو مضرتیں لکھی ہیں وہ مضرتیں ہی نہیں (یعنی یہ حالت نقصان دہ نہیں اور اس کے علاج کی ضرورت نہیں بلکہ ٹھیک حالت ہے)۔[1]

غصہ کا چھٹواں علاج ایک مراقبہ

اور ایک علاج یہ ہے کہ گو غصہ اپنے سے کم مرتبہ والے پر آیا ہے مگر انسان سوچے کہ اس کی کیا دلیل ہے کہ میں بڑا ہوں اور یہ چھوٹا ہے۔ اس وقت میں زبردست ہوں لیکن ممکن ہے ابھی ذرا دیر میں یہ شخص زبردست ہو جائے اور میں زیردست ہو جاؤں ایسے واقعات دنیا میں دن رات ہوتے رہتے ہیں۔ یہ ہماری صرف کوتاہ نظری اور غفلت

---

[1] غوائل الغضب ص ۲۷۰

ہے کہ یاد نہیں رکھتے اور اگر مان بھی لیا جائے کہ وہ شخص زبردست نہیں ہوسکتا تو دنیا میں نہیں ہوسکتا۔ یہ سوچنا چاہئے کہ ممکن ہے کہ آخرت میں مجھ سے بہتر ہو اور بلکہ دنیا ہی میں خدا تعالیٰ کے نزدیک مقرب ہو اور حق تعالیٰ کے اولیاء میں سے ہو، کسی کی نیکی اور بدی پیشانی پر لکھی ہوئی نہیں ہوتی۔ اگر وہ خدا تعالیٰ کے اولیاء میں سے ہے تو اس کی نسبت حق تعالیٰ کا یہ اعلان ہے کہ میرے اولیاء کو جو کوئی ستاتا ہے تو میں اس کو اس نظر سے دیکھتا ہوں جس سے شیر اس شخص کو دیکھتا ہے جو اس کے بچوں کو چھیڑتا ہے۔

اور ایک حدیث ہے **مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ آذنتہُ بِالْحَرْبِ فلیعزم بِحَرْبِ مِنَ اللّٰہ** (یہ روایت تفسیر مظہری کی ہے) یعنی جو شخص میرے کسی مقرب بندہ سے عداوت رکھے میں اس کو اعلان جنگ دیتا ہوں۔ وہ مجھ سے لڑنے کے لئے تیار رہے، **العظمۃ للہ** جب کسی دنیا کے حاکم سے بگاڑ ہوجاتا ہے تو کسی کی کچھ نہیں چلتی۔ خدا تعالیٰ کے سامنے کیا کوئی پیش لے جاسکتا ہے گو وہ شخص ضعیف ہے مگر اس کی پناہ پر سب سے بڑا زبردست موجود ہے۔[1]

غرض اس مضمون کے استحضار سے بھی وہی کام نکلے گا جو شیر کا کٹگڑا ہاتھی کے سامنے رکھنے سے نکلا تھا۔

غرض اتنے علاج علماء نے لکھے ہیں گو کلام کو طول ہوگیا۔ اور بظاہر زائد مضامین بیان ہوئے لیکن ان کی قدر وہ شخص جان سکتا ہے جو غصہ کو برا سمجھتا ہو اور جس کو غصہ کا علاج کرنا منظور ہو غصہ کی برائی کوئی معمولی برائی نہیں ہے۔[1]

---

[1] غوائل الغضب ص ۲۷۰

ساتواں علاج

غصہ کا ایک علاج یہ ہے کہ اپنے اوپر جرمانہ مقرر کرے یا فاقہ کرے

ایک صاحب نے اپنے غضب کی زیادتی کی جس سے بے قابو ہوجاتے ہیں شکایت مع بعض واقعات (کے کی) اور اس کے بعد ندامت لکھی تھی اس کا جواب ذیل دیا گیا۔

جواب: ایسے بیجا اور بیحد غصہ پر دو وقت کا فاقہ کرو۔[1]

آٹھواں علاج

غصہ کا ایک علاج یہ ہے کہ جس پر غصہ آئے اس کو کچھ ہدیہ دے اور احسان کرے

فرمایا کہ اگر اس کا التزام کرلیں کہ جب کسی پر غصہ آجاوے تو مغضوب علیہ کو (یعنی جس پر غصہ آرہا ہے اس کو) کچھ ہدیہ دیا کریں گو قلیل ہی مقدار میں ہو تو زیادہ نفع ہو۔[2]

---

[1] النور جمادی الاخریٰ ۴ ۱۳۵۵ھ، تربیت السالک ۱۳۱ [2] کمالات اشرفیہ ص ۳۲

اگر طبیعت میں غصہ زیادہ ہو اور ذرا سی بات میں حد سے زیادہ غصہ آجاتا ہو اس کا علاج

اگر طبعی طور سے غصہ زیادہ ہو اور ذرا سی بات پر حد سے زیادہ غصہ آجاتا ہو کہ اس وقت عقل نہ رہتی ہو تو بہترین علاج یہ ہے کہ جس پر غصہ کیا جائے غصہ فرو (ٹھنڈا) ہو جانے کے بعد مجمع میں اس کے سامنے ہاتھ جوڑے، پاؤں پکڑے بلکہ اس کے جوتے اپنے سر پر رکھ لے، ایک دو بار ایسا کرنے سے نفس کو عقل آجائے گی۔

ایک مدت معتدہ تک (یعنی لمبی مدت تک) تقاضے کی مخالفت اور کوتاہی پر تدارک، اصلاح ہے غضب کا۔ (یعنی ایک مدت تک ایسا کرنے سے غصہ کا مرض زائل ہو جائیگا)[1]

غصہ میں اعتدال کیسے پیدا ہو

غصہ کے وقت طبیعت بھڑک اٹھتی اور اس کے قبائح پیش نظر نہیں رہ جاتے۔

غصہ جب آوے تو یہ گر یاد رکھے کہ قول یا فعل (یعنی کچھ کہنے یا عمل کرنے) میں ہرگز جلدی نہ کرے، تھوڑے دنوں میں اس طرح کرنے سے تعدیل ہو جاوے گی۔[2]

غصہ اور اشتعال کم کرنے کا طریقہ

(۱) بہ تکلف ضبط کر کے اپنے عیوب سوچنے لگا کیجئے انشاء اللہ اشتعال کم ہو جائے گا

---

[1] انفاس عیسیٰ ص ۱۹۹ [2] انفاس عیسیٰ ص ۲۰۰

(۲) جس پر غصہ آوے اس کے پاس سے فوراً خود ہٹ جاوے یا اس کو اپنے پاس سے ہٹا دیوے جیسا موقع ہو۔

(۳) عذاب الٰہی کا استحضار کرے، اپنے گناہوں کو یاد کر کے استغفار کی کثرت کرنے لگے۔[۱]

غصہ کو ٹھنڈا کرنے اور قابو میں رہنے کا طریقہ

جس وقت غصہ آئے امور ذیل کی پابندی کریں۔

(۱) یہ خیال کریں کہ میں بھی حق تعالیٰ کا خطاوار ہوں اگر وہ بھی اسی طرح غصہ کریں تو میرا کہاں ٹھکانا ہو۔

(۲) اگر میں اس کو معاف کر دوں گا تو اللہ تعالیٰ مجھ کو معاف فرما دیں گے۔

(۳) اس وقت بیکار نہ رہیں فوراً کسی کام میں لگ جائیں خصوصاً مطالعہ کتب میں۔

(۴) اس جگہ سے ہٹ جاویں۔

(۵) اعوذ باللہ پڑھنے کی کثرت کریں۔

(۶) پانی پی لیویں۔

(۷) وضو کر لیویں۔[۲]

غصہ میں ظلم و زیادتی سے باز رہنے اور حد پر قائم رہنے کا آسان طریقہ

حضرت والا سے دریافت کیا گیا کہ (اپنے ماتحتوں مثلاً شاگرد اور) نوکر پر زبان

---

[۱] انفاس عیسیٰ ص ۱۹۸ [۲] انفاس عیسیٰ ص ۱۹۹

سے، ہاتھ سے (سزا دینے میں) زیادتی ہو جاتی ہے اور بعد میں پچھتانا پڑتا ہے کوئی ایسی تدبیر ارشاد فرمائیں جس سے زیادتی نہ ہو اور سیاست میں بھی فرق نہ آئے۔

فرمایا: بہتر تدبیر یہ ہے کہ زبان سے کچھ کہنے یا ہاتھ بڑھانے سے پہلے یہ سوچ لیا جائے کہ فلاں فلاں لفظ میں کہوں گا، یا (اتنا ماروں گا) پھر اس کا التزام کیا جائے کہ جتنا سوچا ہے اس سے زیادہ نہ ہو جائے۔[1]

آسان علاج یہ ہے کہ غصہ میں نہ مارا کریں۔ جب غصہ جاتا رہے تو سوچا کریں کہ کتنا قصور ہے اتنی سزا دی جائے۔[2]

اگر کسی کی غلطی پر بہت زیادہ غصہ آئے تو کیا کریں

اگر کسی کو کسی پر بہت غصہ آئے تو اس کو چاہئے کہ اس کے سامنے سے ہٹ جائے یا اسے ہٹا وے، اور ٹھنڈا پانی پی لے، اور اگر زیادہ غصہ ہو تو یہ سوچ لے کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ہمارے اوپر ہیں اور ہم سے غلطی ہوتی رہتی ہے جب وہ ہمیں معاف کرتے رہتے ہیں تو ہم کو بھی چاہئے کہ اس کی غلطی سے درگذر کریں ورنہ اگر حق تعالیٰ بھی ہم سے انتقام لینے لگیں تو ہمارا کیا حال ہو۔[3]

غصہ میں اگر بے اعتدالی اور زیادتی ہونے لگے تو کیا کرنا چاہئے

غصہ اور جوش میں حتی الامکان حد پر رہنے کا اہتمام کیا جائے اور جو پھر بھی کوتاہی ہو جائے شرع کے موافق تدارک (تلافی) اور استغفار کیا جائے۔

---

[1] حسن العزیز ص ۲۵۱ [2] دعوات عبدیت ص ۱۹۹ ج ۱۹ [3] ملحوظات جدید ملفوظات ص ۶

بہ تکلف اس تقاضے کی مخالفت کریں، جب کوتاہی ہو جائے استغفار کریں، اور اگر کسی شخص کے حق میں کوئی زیادتی وتجاوز حدود شرعی سے ہو گیا ہے تو اس سے معاف کرائیں۔ زبان سے اعوذ باللہ پڑھیں، اگر کھڑے ہوں تو بیٹھ جائیں، جو بیٹھے ہوں تو لیٹ جائیں اور ٹھنڈے پانی سے وضو کر ڈالیں، ٹھنڈا پانی پی لیں، فوراً کسی کام میں لگ جائیں بالخصوص مطالعہ کتب میں، اگر اس سے بھی غصہ نہ جائے تو اس شخص سے علحدہ ہو جائیں یا اس کو علحدہ کر دیں، جیسا موقع ہو۔

یہ یاد کریں کہ اللہ تعالیٰ کو مجھ پر زیادہ قدرت ہے اور میں اس کی نافرمانی بھی کیا کرتا ہوں اگر وہ بھی مجھ سے یہی معاملہ کریں تو کیا ہو۔ اور یہ سوچیں کہ حق تعالیٰ کے ارادہ کے بغیر کچھ نہیں ہوتا سو میں کیا چیز ہوں کہ مشیت الٰہی سے مزاحمت کروں۔[1]

غصہ میں اگر ماتحتوں پر زیادتی ہو جائے تو اس کی تلافی کا غلط طریقہ

اگر ایسا کوئی ہو جیسے حافظ علی حسن صاحب کیرانوی تھے تو وہ بے شک اس ظلم سے بچ سکتا ہے مگر ان میں افراط (زیادتی) نہ تھا تو یہ تفریط (کمی) تھی کہ بچوں کو مار کر ان سے کہتے تھے کہ تم مجھ سے بدلہ لے لو اور بعضے لڑکے ایسے شریر تھے کہ بدلہ لے لیتے اور حافظ جی کو قمچی (چھڑی) سے سڑا سڑ مارتے تھے اور وہ ایسے سیدھے تھے کہ بچوں کے ہاتھ سے مار کھاتے تھے۔ یہ میاں جی ایسے تھے کہ بچوں پر ظلم نہ کرتے اور اگر کبھی ذرا سی زیادتی ہو گئی تو اس کی تلافی اس طرز سے کرتے تھے (یعنی اپنے ماتحتوں، شاگردوں سے زبان سے معافی مانگتے یا ان کے ہاتھ سے مار کھاتے تھے) یہ طریقہ اچھا نہیں اس سے لڑکوں کی

---

[1] انفاس عیسیٰ ص ۱۹۹ اشریعت وطریقت ص ۲۲۰

(اور ماتحتوں) کی شرارت اور بد دماغی اور بد خلقی بڑھ جاتی ہے اور معلم کو اس کی رعایت ضروری ہے کہ (ماتحتوں کے اور) بچوں کے اخلاق خراب نہ ہوں۔[۱]

ماتحتوں پر غصہ میں زیادتی ہو جائے تو اس کی تلافی کا مناسب اور آسان طریقہ

اگر کوئی اپنی زیادتی کی تلافی کرنا چاہے تو اس کی تدبیر یہ ہے کہ سزا کے بعد بچوں کے ساتھ شفقت کرو، اور جس پر زیادتی کی ہے اس کے ساتھ احسان کرو یہاں تک کہ وہ خوش ہو جائے۔

جیسے میرٹھ کے ایک رئیس نے ایک نوکر کو طمانچہ مار دیا تھا پھر اس کو اپنی غلطی (اور زیادتی) پر تنبہ ہوا تو اس کو ایک روپیہ دیا، پھر دوسرے نوکر سے کہا اس سے پوچھنا اب کیا حال ہے؟ کہنے لگا میں تو دعاء کر رہا ہوں کہ ایک طمانچہ روز لگ جایا کرے۔

بس یہ طریقہ تلافی کا بہت اچھا ہے، اس سے بچوں کے اخلاق پر بھی اثر نہ ہوگا اور ظلم کا دفعیہ بھی ہو جائیگا۔ اور جب میاں جی کا ایک دو دفعہ کرنے میں خرچ ہوگا تو آئندہ کو خود بھی ذرا سنبھل کر مارا کریں گے۔[۲]

جلدی غصہ آنا برا نہیں اس کے تقاضے پر عمل کرنا اور بے اعتدالی کرنا، مذموم اور ناجائز ہے

سرعت غضب (یعنی غصہ جلدی آنا) طبعی امر ہے اختیار سے خارج ہے اس پر

---

[۱] وعظ خیر الارشاد ملحقہ التبلیغ ص ۸۵ ج ۱۴ [۲] خیر الارشاد، التبلیغ ص ۸۶ ج ۱۴ حقوق و فرائض ص ۲۶۷

ملامت نہیں، البتہ اس کے مقتضیٰ پر عمل جب کہ حدود سے تجاوز ہو جائے مذموم ہے اور اس کا علاج بجز ہمت کے کچھ نہیں، اس ہمت میں مغضوب علیہ (یعنی جس پر غصہ آرہا ہے اس) سے فوراً دور چلا جانا اور اعوذ باللہ پڑھنا اور اپنی خطاؤں اور اللہ تعالیٰ کے غضب کے احتمال کو یاد کرنا یہ بھی بہت مُعین ہے۔ اور نرمی وغیرہ مدت تک تکلف سے سوچ کر اختیار کرنا چاہئے۔ مدت کے بعد ملکہ ہوگا، ہمت نہ ہارے۔

ناحق والے پر (یعنی غلطی کرنے والے پر) غصہ آنا تو مذموم نہیں ہاں اعتدال ضروری ہے سو وہ اختیاری ہے۔

غصہ میں جوش کا دفعتاً آنا (اور مشتعل ہو جانا بھڑک اٹھنا) تو غیر اختیاری ہے اس پر ملامت نہیں لیکن بعد کو اس پر قائم رہ کر اس کے مقتضیٰ پر عمل کرنا اختیاری ہے اور اختیاری فعل کا ترک بھی اختیاری ہے پس اس کے مقتضی پر عمل نہ کرنا اختیاری ہے۔ اور بار بار اس کے مقتضی پر عمل نہ کرنے سے جوش کا تقاضہ بھی مضمحل (کمزور) ہو جائے گا۔[1]

غصہ کے تقاضے پر عمل نہ کرنا اور حد سے تجاوز نہ کرنا اختیاری امر ہے اس لئے حد پر قائم رہنا ضروری ہے

غصہ فی نفسہٖ غیر اختیاری ہے لیکن اس کے مقتضا پر عمل اختیاری ہے اس لئے اس کا ترک بھی اختیاری ہے، اور اختیاری کا علاج بجز استعمال اختیار کے (یعنی اپنے اختیار کو استعمال کرے اس کے سوا) اور کچھ نہیں گو اس میں کچھ مشقت و تکلیف بھی ہو، اسی استعمال کے تکرار و مداومت سے وہ تقاضا بھی ضعیف و مضمحل (کمزور) ہو جاتا ہے اور اس پر ترک میں زیادہ تکلف نہیں ہوتا۔

---

[1] انفاس عیسیٰ ۱۹۹

البتہ اس اختیار کے استعمال میں کبھی قدرے تکلف ہوتا ہے اس تکلف کو سہولت سے بدلنے کے لئے (یعنی آسانی کے لئے) بعض تدابیر کی ضرورت ہوتی ہے وہ یہ ہیں (ان تدبیروں کو اختیار کرنا چاہئے)

(۱) غصہ کے وقت فوراً وہاں سے جدا ہو جائیں۔

(۲) اعوذ باللہ پڑھ لیں۔

(۳) پانی پی لیں۔

(۴) فوراً کسی کام میں لگ جاویں۔

(۵) حق تعالیٰ کے قادر اور اپنے عاصی (گنہگار ہونے) اور خوف انتقام و حب عفو (یعنی اللہ کے عذاب کے خوف اور معافی کی رغبت) کو یاد کر کے مغضوب کو (جس پر غصہ آیا ہے) معاف کر دے۔[۱]

غصہ کے مقتضی پر عمل کرنا ہر درجہ میں مذموم نہیں

حال: احقر اپنا ایک مرض کہ وہ غصہ ہے، اس کے مقتضی پر گاہے عمل بھی ہو جاتا ہے عرض کرتا ہے، یہ غصہ گاہے گھر والوں پر ہوتا ہے جب کہ وہ کسی امر میں احقر کے خلاف کرتے ہیں، بالخصوص جب اپنی بیوی پر غصہ آتا ہے تو اکثر اس کے مقتضی پر عمل ہو جاتا ہے اس لئے کہ وہ اپنی محکوم اور تابع ہے، اور گاہے ایسے مخاطب پر بھی آتا ہے جو ظاہر اور حق بات کو تسلیم نہ کرے، اور کبھی طلباء پر بھی آتا ہے جب کہ وہ سبق یاد کرنے اور مطالعہ میں کوتاہی کرتے ہیں۔

تحقیق: غصہ کے مقتضی پر عمل کرنے کا ہر درجہ مذموم نہیں مگر چونکہ اکثر درجہ مباحہ (یعنی حدود جواز) سے تجاوز ہو جاتا ہے اس لئے بطور علاج کے بعض مباح درجات سے

---

[۱] انفاس عیسیٰ ص ۲۰۰

بھی روکا جاتا ہے، اس بنا پر ان سب صورتوں میں مشترک علاج یہ ہے کہ غصہ کے وقت کلام بالکل نہ کیا جائے۔ جب ہیجان (جوش) بالکل ضعیف ہو جائے اس وقت ضروری خطاب کا مضائقہ نہیں۔ اور اگر اس خطاب سے پھر ہیجان (جوش) عود کر آئے پھر ایسا ہی کیا جائے۔[1]

غصہ کو نافذ کرنے میں حدود کا لحاظ

خلاصہ پھر عرض کرتا ہوں کہ غصہ کو جاری کرنے میں حدود سے خارج ہو جانا بہت برا ہے۔ مگر ہماری یہ کیفیت ہے کہ جب غصہ آتا ہے تو کچھ بھی نہیں دیکھتے۔ بس یہ چاہتے ہیں کہ دل ٹھنڈا کر لیں۔ خصوصاً میاں جی صاحبان کی تو عموماً یہی حالت ہے۔ آج کل اسکولوں میں تو کسی کی مجال نہیں کہ ایسی کارروائی کرے مگر مکاتب میں طرح طرح کی سزائیں ایجاد کی جاتی ہیں۔ اس پر طرہ یہ کہ بیوی سے تو لڑ کر آئے اور غصہ اتاریں لڑکوں پر پھر جرم تو کیا ایک لڑکے نے اور پیٹیں گے سب کو۔

اسی طرح بعض ظالم، نوکروں کی بری طرح خبر لیتے ہیں ان کے ٹھوکریں مارتے ہیں۔ اس کا نتیجہ عنقریب یہ ہوگا کہ آج وہ مظلوم اور مغلوب ہیں مگر قیامت میں غالب ہوں گے۔

ایک صحابی کا واقعہ

حدیث میں ہے کہ ایک صحابی نے عرض کیا کہ میرے غلام چوری کرتے ہیں خیانت کرتے ہیں۔ میں ان کو مارتا ہوں میرا ان کا کیا معاملہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ قیامت میں ترازو کھڑی کی جاوے گی ایک پلہ میں ان کی خطائیں اور ایک پلہ میں تمہاری

[1] النور ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ بصائر حکیم الامت ۴۴۸

سزا رکھی جاوے گی جو پلہ بھاری ہوگا اسی کے موافق عمل ہوگا۔انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے سب کو آزاد کر کیا۔میں اپنا کام آپ کر لیا کروں گا۔یہ ان صحابی کا غلبہ حال تھا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مطلب نہ تھا۔بلکہ مقصود یہ تھا کہ اعتدال ہونا چاہیئے۔کسی نے پوچھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے ماتحتوں کی کتنی خطائیں معاف کیا کروں۔آپ نے فرمایا دن رات میں ستّر دفعہ۔مراد یہ ہے کہ کثرت سے معاف کیا کرو۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ایسی نہیں کہ (اس تعلیم پر عمل کرنے سے کسی کی مصلحت میں کسی قسم کا بھی خلل پڑے اس میں سب کی رعایت ہے اس لئے خاص ستّر کا عدد مراد نہیں۔مراد یہ ہے کہ بعض لوگ جو خفیف خفیف باتوں پر تشدد کرتے ہیں۔اور تسامح جانتے ہی نہیں یہ نہیں چاہیئے۔

خلاصہ یہ ہے کہ کسی امر میں اتباع ہویٰ (خواہش) سے کام نہ لے بلکہ اتباع ہدیٰ کا اہتمام رکھے۔یہ حالت مذکورہ ہماری شہوت اور غضب کی ہے۔[1]

---

[1] آداب انسانیت ص۹۳

باب ۵

غصہ کے سلسلہ کے مختلف احوال اور ان کے احکام

غصہ اور ناراضگی کی وجہ سے تین دن سے زائد سلام و کلام بند کرنا جائز نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کسی مسلمان کو اجازت نہیں کہ تین دن سے زیادہ اپنے بھائی مسلمان سے کلام نہ کرے۔۔۔دیکھئے! اس حکم میں کس قدر رعایت ہے ہم گنہگاروں کی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ میری امت میں غصیارے بھی ہوں گے اور آپس میں لڑیں بھڑیں گے بھی اور ایک دوسرے سے روٹھیں گے بھی۔

پس اگر یہ حکم ہوتا کہ بالکل رنج نہ رکھو تو طبیعت کے بہت ہی خلاف تھا۔ بعضوں سے عمل نہ ہوسکتا اس لئے آپ نے غصہ کی اتنی رعایت فرمادی کہ اگر کوئی کسی سے روٹھ جائے تو خیر! ابھی کچھ نہ کہو ایک دن، دو دن تک اجازت ہے کہ اپنی ناگواری کے مقتضا پر عمل کرے۔ ہاں تین دن سے زائد اجازت نہیں۔ اب چاہیے کہ راضی ہو جاویں طبیعت کی اتنی رعایت کافی ہے۔ اب زیادہ اس پر عمل کرنا اس کو مصالح پر غالب کر دینا ہے اور سخت مذموم ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ اگر کوئی سال بھر تک اپنے بھائی سے نہ بولا تو ایسا ہے جیسے اس نے اس کو قتل کر دیا۔[1]

---

[1] الغضب ص ۲۴۶

غصہ میں اساتذہ و معلمین کی طلباء پر زیادتی اور ظلم

ایک طبقہ ہے میاں جیوں (اساتذہ و معلمین) کا یہ بچوں کے ساتھ بہت ظلم ان کو جب کسی بچہ پر غصہ آتا ہے تو قہر عام کی طرح سب پر برستا ہے کہ ایک طرف سے سب کی خبر لیتے چلے جاتے ہیں، اس سے میاں جی بہت کم بچے ہوئے ہیں۔ اور لطف یہ ہے کہ بعض دفعہ غصہ تو آتا ہے بیوی پر کیونکہ گھر میں لڑائی ہوئی تھی اب بیوی پر تو کچھ بس چلا نہیں وہ غصہ باہر بچوں پر اترتا ہے یہ تو عیسائیوں کا کفارہ ہو گیا کہ کرے کوئی اور بھرے کوئی۔

جفا کاروں (مثلاً پولیس والے اور حکام) کے نزدیک تعزیر کی کوئی حد ہی نہیں جب تک اپنے غصہ کو سکون نہ ہو جائے سزا دیتے ہی چالے جاتے ہیں۔ اگر یوں کہو کہ خطا (اور جرم) پر پٹتے ہیں تو یہ غلط ہے غصہ پر مارتے ہو، جب تک غصہ ختم نہ ہوا اس وقت تک مار ختم نہیں ہوتی۔ خطا (اور جرم) پر مار یہ ہے کہ اس کے انداز سے سزا دو۔

میاں جیوں کا علاج یہ ہے کہ غصہ میں نہ مارا کریں جب غصہ جاتا رہے تو سوچا کریں کہ کتنا قصور ہے اتنی سزا دے دینی چاہئے یہ تو سلامتی کی بات ہے ورنہ لڑکے (اور مجرم) بھی قیامت میں بدلہ لیں گے۔ ناحق ستانے کا بڑا گناہ ہے، ایک عورت نے ایک بلی کو ستایا تھا جب وہ مرگئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ وہ عورت جہنم میں ہے اور وہ بلی اس کو نوچتی ہے، جب بلی کو ستانے سے وہ عورت دوزخ میں گئی تو لڑکے (اور مجرم) تو انسان ہیں۔ میں نے اپنے مدرسہ کے معلموں کو بچوں کو مارنے کے لئے منع کر دیا ہے کیونکہ یہ لوگ حدود سے تجاوز کر جاتے ہیں۔[1]

---

[1] التبلیغ ص ۸۴، اصلاح انقلاب ص ۲۲۰، کلمۃ الحق ص ۱۲۳، دعوات عبدیت ص ۱۱۹ ج ۱۹

غصہ کی حالت میں کوئی اقدام اور فیصلہ نہ کیجئے

فرمایا کہ حدیث میں ہے لا یقضین قاض بین اثنین وھو غضبان یعنی حاکم کو چاہئے کہ غصہ کی حالت میں کبھی فیصلہ نہ کرے بلکہ اس وقت مقدمہ کوملتوی کردے، تاریخ بڑھادے۔ یہاں حاکم سے مراد ہر وہ شخص ہے جس کی دوآدمیوں پر حکومت ہو، اس میں معلم استاد، گھر کا مالک بھی داخل ہے۔[1]

غصہ کی حالت میں بچوں اور ماتحتوں کو نہ ماریئے

غصہ میں بچوں کو ہرگز نہ مارا جائے بلکہ غصہ فرو (ٹھنڈا) ہوجانے کے بعد سوچ سمجھ کر سزادی جائے۔اور بہتر سزا یہ ہے کہ بچوں کی چھٹی بند کردی جائے، اس کا ان پر کافی اثر ہوتا ہے۔

ملاجی (یعنی پڑھانے والے اساتذہ اور مولوی صاحبان) مارنے میں اس واسطے آزاد ہیں کہ ان سے باز پرس کرنے والا کوئی نہیں، بچے تو باز پرس کے اہل نہیں اور والدین کا مقولہ ہے کہ ''ہڈی تو ہماری اور چمڑا میاں جی کا'' مگر یاد رکھو جس حق کا مطالبہ کرنے والا کوئی نہ ہو اس کا مطالبہ حق تعالیٰ کی طرف سے ہوگا۔ یہاں تک کہ اگر کافر ذمی پر کوئی حاکم ظلم کرے تو حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف سے مطالبہ کریں گے۔[2]

---

[1] کمالات اشرفیہ ص ۹۰ [2] انفاس عیسیٰ ص ۲۰۱

غصہ کا ایک عملی علاج

غصہ کی حالت میں نہ فیصلہ کیجئے نہ سزا دیجئے

اب میں غصہ کے بارہ میں ایک گر بتلاتا ہوں جو عملی علاج ہے اور جو دستورالعمل بنانے کے لائق ہے وہ یہ کہ غصہ آتے ہی فوراً نافذ کرنا شروع نہ کردے۔ ذرا ٹھہر جائے اور جس پر غصہ آیا ہے اس کو اپنے سامنے سے ہٹا دے یا خود وہاں سے ہٹ جائے جب جوش جاتا رہے اب فیصلہ کرے کہ اس شخص کو کیا سزا دی جائے۔ مگر اس فیصلہ کیلئے علم دین کی ضرورت ہوگی وہ بتلائے گا کہ یہ موقع غصہ نافذ کرنے کا ہے یا نہیں پھر موقع ہونے پر سزا کتنی ہونا چاہئے اس کے بعد جو کچھ فیصلہ ہوگا وہ بجا ہوگا اور ان سب باتوں کا فیصلہ سکون کی حالت میں کرے غصہ میں نہ کرے کیونکہ حدیث میں ہے۔

لا یقضی القاضی وھو غضبان

کہ قاضی غصہ کی حالت میں فیصلہ نہ کرے بلکہ خوب سوچے اور معاملہ پر نظر ثانی بھی کرے، یہاں بھی علم دین کی ضرورت ہوگی۔ اسی طرح میاں جی کو چاہئے کہ فوراً سزا دینا نہ شروع کردیں۔ یہ بھی سکون کی حالت میں فیصلہ کریں جب جرم ثابت ہو جاوے تو سزا بھی حکم شرعی سے تجویز کریں کہ ایک لکڑی مارنی چاہئے یا دو یا تین۔ گو نفس اس پر راضی نہ ہوگا کیونکہ اس کا مزہ تو اس میں ہے کہ دھنیے کی طرح دھنتا چلا جائے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ مزے کیلئے مارتے ہیں سزا کے لئے نہیں۔[1]

---

[1] الهوىٰ والهدىٰ ۸۷

غصہ میں آکر وحشیانہ سزا نہ دینی چاہیے

ایسی وحشیانہ سزا جس کی برداشت نہ ہوسکے جیسے دھوپ میں کھڑا کر کے (گرم) تیل چھوڑنا، ہنٹروں سے بے درد ہو کر مارنا، (یا آگ میں جلانا، کرنٹ لگانا) نہایت گناہ ہے۔ کسی آدمی یا جانور کو آگ سے جلانا جائز نہیں ہے[1]

غصہ اترنے کے بعد جرم کے مطابق سزا دیجئے

حال: حضرت اقدس یہاں اسکول میں یہ ناچیز اپنے فرض کو تندہی اور دیانتداری سے پورا کرتا ہے مگر سزا دیئے بغیر طلباء کام نہیں کرتے اور طلباء اچھے نہ نکلیں تو افسران تنگ کرتے ہیں۔ اس ناچیز نے طلباء کو سزا دینے کا ایک اصول مقرر کر رکھا ہے اس کے مطابق چلتا ہوں۔ اصول یہ ہے کہ سزا صرف اس سبق پر دیتا ہوں جو اچھی طرح پڑھا دوں اور طلباء کو ایک دن پہلے بتا دوں کہ یہ سبق میں کل سنوں گا یاد کر کے آنا۔ پھر بھی سنتے وقت طلباء کو بہت مواقع دیتا ہوں جس لڑکے کی نسبت ظاہر ہو جاتا ہے کہ یاد کرنے کی کوشش تو خوب کی مگر یاد نہیں ہوا اسے سزا نہیں دیتا۔ بعض طلباء اس قدر لاپرواہ اور ڈھیٹ ہیں کہ جب تک خوب مرمت نہ ہو کام کرتے ہی نہیں ان کو سزا دیتا ہوں۔ شرارتوں پر بھی سزا دیتا ہوں اکثر ہاتھوں پر لکڑی سے ایک سے لے کر چھ تک مارتا ہوں، کبھی کبھی زیادہ کا بھی اتفاق ہوتا ہے (کسی نہایت سخت شرارت پر)؟ مارتے وقت سوچ کر مارتا ہوں۔ اکثر غصہ نہیں ہوتا، کبھی کبھی ہوتا بھی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ غلطی دونوں صورتوں میں ہو جاتی ہے۔ کیونکہ شک سا رہتا ہے کہ قدر حق سے زیادہ نہ مارا گیا ہو اور ظلم اور ناانصافی نہ ہوگئی ہو۔ پورا پورا انصاف کرنے کی کوشش کرتا ہوں مگر سزا دے چکنے کے بعد طبیعت پر

---

[1] تعلیم الدین ص ۳۸

بوجھ ہو جاتا ہے، حضرت اقدس کوئی ایسا اصول ارشاد فرمائیں جس پر کاربند ہو کر گناہ سے بھی بچ جاؤں اور طلباء کام بھی کرتے رہیں۔

تحقیق: جب غصہ نہ رہے اس وقت غور کیا جاوے کہ کتنی سزا کا مستحق ہے اس سے زیادہ سزا نہ دی جاوے اگر چہ درمیان میں غصہ آجاوے۔[1]

غصہ روکنے پر آپ قادر ہیں قدرت کو استعمال کیجئے

حال: کسی کو نصیحت کرنے میں یا بحث مباحثہ میں لہجہ تیز ہو کر غصہ پیدا ہو جاتا ہے،

تحقیق: کیا روکنے پر قدرت نہیں؟

حال: زبان کی حفاظت کی تدبیر میں میں بہت رنجیدہ رہتا ہوں۔ حضور والا طبیب اعظم ہیں میرے لئے کوئی تدبیر ارشاد فرمائیں تاکہ میری مشکل حل ہو۔

تحقیق: اوپر مکمل جواب ہو چکا ہے۔

حال: ناجنسوں کی صحبت سے طبعاً نفرت ہے لیکن بعض جن سے نفع دنیوی کی امید ہے۔ ان کے پاس جانے میں رکاوٹ نہیں ہوتی گو اس کا موقع کم ہوتا ہے لیکن اس خصوصیت سے میں یہ سمجھا ہوں کہ وہ نفرت صرف دنیوی عدم نفع کی بنا پر ہے۔

تحقیق: یہ سمجھنا بلا دلیل ہے۔

حال: اور یہ رغبت دینوی نفع کی بناء پر ہے۔

تحقیق: یہ صحیح ہے مگر اس کے قبیح ہونے کی کیا دلیل ہے۔[2]

---

[1] النور رجب ۱۳۵۱ھ تربیت السالک ص ۱۲۹ [2] النور جمادی الاولیٰ ۱۳۵۶، تربیت السالک ص ۱۳۲

کسی کے برا بھلا کہنے پر غصہ نہ آنے میں کوئی حرج نہیں

حــال: قبل ازیں اگر کوئی کچھ کہہ دیا کرتا تھا یا یوں سن لیا کرتا تھا کہ فلاں شخص تیری غیبت کرر ہا ہے تو بے حد غصہ آیا کرتا تھا اور بعض اوقات کچھ منھ سے برا بھلا کہہ کر اپنا غصہ ٹھنڈا کرلیا کرتا تھا۔اب یہ حالت ہے کہ وہ غصہ بھی نہیں آتا ہے اور زبان سے بھی کچھ نہیں کہتا ہوں کہیں یہ بے غیرتی یا بے حسی تو نہیں ہے؟

تحقیق: اگر فرضاً ایسا ہی ہو تو اھون البلیتین ہے وہ بلا اس سے اعظم تھی۔[۱]

تمہارے بڑوں کو کوئی برا کہے تب بھی غصہ کے مقتضی پر عمل نہ کرو

حــال: اگر آپ کو کوئی کچھ کہتا ہے اور اعتراض کرتا ہے تو تن بدن میں آگ لگ جاتی ہے۔

تھذیب! مگر غصہ سے آگے انتقام تک مت بڑھنا، ولو باللسان (اگرچہ زبان کے ذریعہ سے ہو، یعنی زبان سے بھی انتقام مت لو)[۲]

ایک سالک کا خط اور اس کا جواب

حــال: بعد ہدیہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ عریضہ سابقہ کے جواب میں ارشاد ہے۔امراض کی اطلاع اور علاج ضروری ہے اگر تربیت میں دیکھ کر کسی علاج کے متعلق شرح صدر ہو جائے اس میں بجائے استفسار کے اطلاع کر کے اس کے استعمال کی

---

[۱] النور ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ تربیت السالک ص ۱۳۲ [۲] انفاس عیسیٰ ص ۱۹۸

اجازت لینا چاہئے۔ میری طبیعت میں زود رنجی اور پھر غصہ بہت ہے جس سے دوسروں کو ایذا لسانی بلکہ جسمانی تک پہنچ جاتی ہے اور یہ بڑوں کی ناگوار باتوں پر بھی ہے جس سے طبعی ہونے کا شبہ ہوتا ہے۔

تحقیق: غالب احتمال طبعی ہونے کا ہے اور دوسرا احتمال بھی ہے کہ عادت ہوگئی ہو عادت کے بعد بھی طبعی ہی کے مشابہ ہو جاتا ہے مگر علاج دونوں حالتوں میں ایک ہی ہے، **وھو ماسیاتی** ۔

حال: مگر پھر بھی کبر ہی اس کی اصل معلوم ہوتی ہے کہ گو بڑوں کے سامنے خود کو ان سے تو بڑا نہیں سمجھتا مگر چھوٹا ہونے میں جو مراتب ہیں ان میں سے اپنے کو مرتبہ ادنیٰ میں بھی نہیں سمجھتا۔

تحقیق: سمجھنے کے بعد بھی ناگواری ہوسکتی ہے **(لانه طبعی او کالطبعی)**

حال: اس لئے وہ بات ناگوار ہوئی ورنہ اس کا یقین ہے اگر یہی بات کسی ادنیٰ ملازم یا بھنگی چمار کو کہی جاتی تو اس کو ناگوار نہ ہوسکتی تھی۔

تحقیق: بعض اوقات اس کو بھی ناگوار ہوتی ہے اعتقاد صغر اور ناگواری (یعنی اپنے کو چھوٹا سمجھنے کے ساتھ ناگواری) جمع ہوسکتی ہے البتہ اس اعتقاد کا بار بار استحضار علاج کو قدرے سہل کر دیتا ہے۔

حال: اس غصہ کا علاج تربیت سے جو معلوم ہوا ہے عرض کرتا ہوں کہ اس میں طبیعت کا متاثر ہو جانا تو غیر اختیاری ہے جو نہ مضر ہے نہ ضروری العلاج اور اسی علاج سے اس سے بھی نجات ہو جاتی ہے اور آثار جیسے سخت کلامی وغیرہ اختیاری ہیں ضروری العلاج ہیں۔

غصہ کے متفرق علاجوں کا خلاصہ

تحقیق: اختیاریات کا علاج:۔(۱) ہمت کر کے رک جانا (۲) اگر صدور ہو جائے تو استغفار (۳) اور اس سے معافی (۴) بولنے سے پہلے تامل فی العواقب والخیریۃ (۵) کوشش کر کے لہجہ میں نرمی پیدا کرنا (۶) قبل صدور بُعد عن المغضوب علیہ (یعنی جس پر غصہ ہو اس سے دوری اختیار کریں) (۷) تعوذ باللہ (اعوذ باللہ پڑھنا) (۸) تذکرہ معاصی خود (یعنی اپنی خطاؤں کو یاد کرنا) (۹) تذکر احتمال غضب اللہ وقدرتہٖ وحب العفو والعفو (یعنی احتمال کے درجہ میں اللہ کے غصہ اور اس کی قدرت کو یاد کرنا اور اس کے معاف کرنے کی پسندیدگی کو یاد کرنا) (۱۰) استحضار اس کا کہ میں حق تعالیٰ کا اس سے زیادہ خطاوار ہوں اگر یہی معاملہ میرے ساتھ ہو تو کیا (۱۱) اس کا استحضار کہ میں معاف کروں گا تو معاف کیا جاؤں گا (۱۲) شرب الماء (یعنی پانی پی لینا) (۱۳) التوضی (وضو کر لینا) (۱۴) الاشتغال بالشغل الآخر (کسی دوسرے کام میں لگ جانا) (۱۵) اور یہ کہ اصلاح غیر کے لئے بھی غصہ کرنا مبتدی کے لئے مضر ہے اب اس کل نسخہ کو یا جن جن اجزاء کو ارشاد ہو استعمال کروں۔

تحقیق: جتنے اجزاء بسہولت جمع ہو سکیں علاج میں اسی قدر قوت بڑھ جائے گی اگر سب جمع نہ ہو سکیں تو (۳) یعنی اس سے معافی و (۱۴) یعنی اشتغال بشغل آخر (کسی دوسرے کام میں گھر جانا) کو ضرور ہی جمع کر لیا جاوے۔

حال: مگر دعا کی بہت ضرورت ہے۔

تحقیق: دل وجان سے دعا کرتا ہوں اور امید قبول رکھتا ہوں[1]

---

[1] النور ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ تربیت السالک ص ۱۳۴

غصہ اور کبر سے متعلق ایک سالک کا حال اور حضرت تھانویؒ کا جواب

حال: خاص طور پر دو مرض ایسے لاحق ہیں کہ دماغ سے شاید ہی کسی وقت ان کا انفکاک (علحدگی) ہوتا ہو، غصہ اور زود رنجی۔ (یعنی رنج و غم)

تحقیق: انفعالات (یعنی طبعی طور پر متاثر ہونا) مضر نہیں اگر ان پر افعال مضرۃ (ناجائز کام) مرتب نہ ہوں۔

حال: اور کبر و خود پسندی۔

تحقیق: ان کا بھی غیر اختیاری درجہ مضر نہیں اگر ان کے مقتضا اختیار اُپر عمل نہ ہو۔

حال: غصہ کے لئے بہتیرا ہی مراقبہ موت و انتقام ذوالجلال کرتا ہوں مگر اس میں کمی نہیں ہوتی گوالحمدللہ عمل پر مقتضیٰ سے اکثر ہی رک جاتا ہوں۔

تحقیق: وہ کمی مطلوب یہی ہے (جس کے نہ ہونے کی شکایت کی گئی ہے) گو کیفیت (انفعالیہ) میں کمی نہ ہو۔

حال: مگر اس اذیت سے نجات نہیں ہوتی۔

تحقیق: معصیت سے نجات کافی ہے اس حالت میں اگر اذیت ہو مجاہدہ ہے۔

حال: کبر کی بھی یہی کیفیت ہے گو اس کے مقتضی پر عمل نہیں۔

تحقیق: بس کافی ہے و قد سبق۔

حال: اور حضرت کے ارشاد کے مطابق امتثال مامور بہ اس طرح ادا ہو گیا مطمئن ہو جانا چاہئے مگر اس میں ایک اشکال یہ ہے کہ بعض صورتوں میں مقتضٰے پر عمل کے بغیر بھی چارہ نہیں۔

تحقیق: عمل اگر حدود کے اندر ہے وہ مذمت سے مستثنیٰ ہے۔

حال: کیا عرض کروں اس مجموعہ خبائث کی تفصیل عرض کرتے حیا آتی ہے اور اس کے بغیر چارہ نہیں۔ صورت یہ ہے کہ اس احقر کا کوئی عمل بھی ایسا نہیں جس کا منشاء کبر نہ ہو ملنے والوں سے اخلاق وتواضع یہ بھی اس سے خالی نہیں کہ مداح اٹھیں گے (میری تعریف ہوگی) سلام میں تقدیم یہ بھی اس سے خالی نہیں کہ متبع ومنکر سمجھیں گے، اعترافِ کوتاہی کہ حق پسند کہیں گے۔ دوسرے کا احترام اس لئے کہ وہ بھی اس طرح پیش آئے۔

تحقیق: ان اغراض کی نیت یعنی قصد بالا اختیار سابق علی العمل (یعنی عمل سے پہلے قصداً اس کا ارادہ کرنا) بیشک محذور ومحظور (نقصان دہ اور ممنوع) ہے۔ اور محض خیالات واحتمالات سے تائثر تعمق منہی عنہ (یعنی غلو اور ممنوع) ہے۔

حال: کید وحیلہ نفس کی یہ کیفیت ہے کہ اپنی شرارت وتاویل سے شر کو بھی خیر بنالے کوئی شخص بغیر سلام بات شروع کرے متاثر ہوکر جواب نہ دینا چاہتا ہوں اس لئے کہ خلاف تہذیب وشان کیا اور سامنے رکھ لیتا ہوں مضمون حدیث کو۔

تحقیق: وہی تفصیل مذکور قریباً یہاں بھی ہے۔

حال: آہ حضرت کہاں تک عرض کروں اور امراض تو بجائے خود دو مرض تو قلب ودماغ اور جوارح پر ایسے مسلط ہو گئے کہ ایک مستقل دق کی شکل اختیار کرتے نظر آرہے ہیں۔

تحقیق: ایک شق اس کو نہ ہونے دے گی۔

حال: اور اس سے زیادہ کیا عرض کروں میری اس وقت کی اس ساری تحریر وگذارش کا منشاء بھی یہی خبث ہے کہ حضرت میری حسیاتِ صحیحہ کی داد دیں گے۔

تحقیق: اگر میں صحیح سمجھتا تو تفصیل کیوں کرتا تو داد کہاں ہوئی تو فریاد عبث۔ پھر اس سے قطع نظر ایک نکتہ قابل نظر ہے جس شخص سے اصلاح دین کا تعلق ہو اس کی نظر میں محمود وممدوح ہونے کی کوشش کرنا بھی ملحق بالا صلاح ہے کہ وہ خوش ہوکر اصلاح کی

طرف زیادہ توجہ کرے گا و قَلّ مَنْ تَنَبَّهَ لَه' اَوْ نَبَّهَ عَلَيْهِ۔

حال: جھوٹا ہوں میں اگر دعویٰ ئے استعلاج (یعنی اپنے باطنی امراض کے علاج کا دعویٰ) کروں۔

تحقیق: نفس پر ایسی بدگمانی اوپر مذکور ہو چکی ہے۔

حال: **اللھم اغفر وارحم واعف عن کل الرذائل** ۔نہ مقتضا پر عمل مناسب نہ ترک ہی اس کا جائز کہ ہر دو میں مدارات نفس، سمجھ میں نہیں آتا کیا کیا جائے۔

تحقیق: حدود اس اشکال کا حل ہیں۔[1]

---

[1] النور صفر ۱۳۵۷ھ، تربیت السالک ۱۲۴، ۱۲۵

باب ٦

خاندان اور معاشرہ میں غصہ کے اثرات

غصہ کی طلاق:

غصہ میں بے بس ہو جانا عذر نہیں ہوسکتا۔ بلکہ انسان مکلّف ہے کہ اپنے قابو میں رہے اور اس کا علاج کرے بعض جاہل تو یہاں تک غضب کرتے ہیں کہ غصہ میں طلاق دیدیتے ہیں اور اس کو طلاق نہیں سمجھتے کہتے ہیں کہ ہم نے تو غصہ میں کہہ دیا تھا۔

صاحبو! یہ مسئلہ خوب کان کھول کر سن لیجئے کہ غصہ تو غصہ طلاق ہنسی سے بھی ہو جاتی ہے اس میں نص موجود ہے ثَلَاثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ وَهَزْلُهُنَّ جِدٌّ تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان میں ہنسی اور بے ہنسی سب کا ایک حکم ہے۔

غصہ کے وقت مردوں عورتوں دونوں کا قصور

عورتیں بھی اس حکم کو اچھی طرح سن لیں یہ بھی عام مرض ہے کہ عورتوں میں مزاج شناسی بہت کم ہے بسا اوقات مرد ناخوش ہوتا ہے اور بیویاں اس کو جواب دیئے جاتی ہیں، بات کو دباتی نہیں بلکہ بڑھائے جاتی ہیں حتیٰ کہ اس وقت وہ غصہ میں طلاق دے بیٹھتا ہے۔

ایسے واقعات بہت ہوئے ہیں کہ بعد میں دونوں پچھتائے اور صرف ان کے گھر کو نہیں بلکہ دو خاندانوں کو آگ لگ گئی۔ اور بعض عورتیں تو ایسی بے ہودہ ہوتی ہیں کہ کھڑے بیٹھے مرد سے کہتی ہیں کہ طلاق دیدے بس اور کیا کرے گا۔ عورتیں اور مرد سب یاد رکھیں کہ طلاق کا لفظ ہی زبان پر نہ آنے دیں۔ ہنسی میں ہو یا غصہ میں۔ یہ لفظ ایسا کام

دیتا ہے جیسے بھری ہوئی بندوق کے گھوڑے کی کیل دبادی کہ ہنسی میں دباؤ جب گولی لگ جائے گی اور غصہ میں دباؤ جب (بھی) گولی لگ جائے گی، غصہ میں بے قابو ہوجانے کو شریعت یا کوئی قانون عذر قرار نہیں دیتا۔ اپنے غصہ کو قابو میں رکھئے اور وہ تدبیریں پہلے سے معلوم کر لیجئے جو اس وقت شارع علیہ السلام نے (دی ہیں) یہ تعلیمیں عبث نہیں دیں آپ ہی کے کام کی چیزیں سکھائی ہیں۔[1]

غصہ کو ضبط کرنے اور پینے کی مختلف تدبیریں

اور غصہ فروع (ٹھنڈا) ہونے کے لئے علاوہ مراقبات واعمال ۔۔۔مذکورہ کے بعض اور اعمال بھی ہیں ایک یہ کہ جب غصہ آئے تو زمین پر لیٹ جائے حدیث میں ہے۔

فَلْيَتَلَبَّسَهُ بِالْاَرْضِ

(یعنی) کھڑا ہو تو بیٹھ جائے بیٹھا ہو تو لیٹ جائے اس سے غصہ کم ہوجائے گا گو گم (یعنی ختم) نہ ہوگا ہاں جس وقت اس کے شباب کی حالت تھی وہ نہ رہے گی اور راز اس کا یہ ہے کہ غصہ جاری کرنے کے لئے دست و پا کی حرکت کی بھی ضرورت ہوتی ہے اور اس نے اس کو بیکار کر دیا تو غصہ کم ہوجائے گا۔ دوسرے اس کو زمین سے قرب ہوا اور زمین میں خاصیت ہے خاکساری اور عجز پیدا کرنے کی جو غصہ کی ضد ہے۔

دوسری تدبیر یہ ہے کہ پانی پی لے۔

تیسری تدبیر یہ ہے کہ کچھ دیر تک **اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم** پڑھتا رہے اور فقط زبان سے پڑھنا کافی نہیں بلکہ یہ بھی سوچے کہ غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور بری چیز ہے اور غصہ کے برے ہونے کی ایک کھلی دلیل یہ ہے کہ جب کبھی آپ نے غصہ جاری کیا ہوگا تو بعد میں پشیمانی ضرور ہوئی ہوگی اِلّا نادراً۔

---

[1] غوائل الغضب ص۲۶۲

ایک تدبیر یہ ہے کہ جس پر غصہ آیا ہے اس کو سامنے سے ہٹا دے اگر وہ نہ ہٹے تو تم ہٹ جاؤ۔

یہ تدابیر ہیں غصہ ٹھنڈا کرنے کی، بزرگان دین نے اللہ والوں نے نفس کے ایسے ایسے علاج کئے ہیں اور بڑے بڑے موقع پر ضبط کیا ہے۔[1]

غصہ کو روکنے اور ضبط کرنے والے کی فضیلت

جنت کی جس حور کو چاہے لے لے

مگر یہ کوئی آسان کام نہیں نفس پر تو اس کا استعمال بہت ہی مشکل ہے نفس کی خواہش کی جگہ سے غصہ کو روکنا بھی کچھ آسان نہیں۔ اسی واسطے اس کا اجر بھی بہت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے غصہ کو روک لے ایسی حالت میں کہ وہ اس کے اجراء پر قادر ہے اس کو خدائے تعالیٰ قیامت کے دن علیٰ روس الخلائق (پوری مخلوق کے سامنے) بااختیار کردیں گے کہ جس حور کو چاہے پسند کرے، جیسا عمل ہوتا ہے ویسا ہی اجر ہوا کرتا ہے۔ اجر کا بڑا ہونا اس امر کی دلیل ہے کہ یہ عمل بھی مشکل ہے اور واقعی غصہ کا روکنا کوئی آسان بات نہیں آدمی غصہ میں اپنا قتل تک بھی کر ڈالتا ہے مگر آدمی ہمت کرے اور خیال رکھے تو کچھ دشوار بھی نہیں خدا تعالیٰ نے انسان کو قدرت بھی دی ہے غصہ سے مجبور نہیں پیدا کیا۔ ہاں ہمت شرط ہے نفس کے کہنے کے موافق (عمل نہ کرے بلکہ شریعت کی اتباع کرے)۔

---

[1] آداب انسانیت

مردوں کے مقابلہ میں عورتوں کا غصہ زیادہ خطرناک ہے

اس میں کوئی بی بی یہ شبہ نہ کریں کہ غصہ تو مردوں میں زیادہ ہوتا ہے بات بات پر لڑتے اور چلاتے ہیں عورتیں اتنا کہاں چلاتی ہیں۔ بیبیو! یہ سمجھ لو کہ چلانے کا ہی نام غصہ نہیں بلکہ دل میں ناخوش ہونے کا نام غصہ ہے مردوں کے مزاج میں حرارت ہوتی ہے اس واسطے ان کی ناراضی کا اثر مار پیٹنے چلانے وغیرہ کی صورت میں ظاہر ہوجاتا ہے اور عورتوں کی فطرت میں حیا و برودت رکھی گئی ہے اس واسطے اس ناراضی کا اثر کم ظاہر ہوتا ہے ورنہ درحقیقت اس ناراضی میں عورتیں مردوں سے کچھ کم نہیں بلکہ زیادہ ہیں اور چونکہ عقل میں ان کے نقصان (کمی) ہے (حدیث پاک میں ان کو ناقصات العقل یعنی کم عقل والی کہا گیا ہے اسی لئے) ناراضی کے اسباب کو صحیح سمجھ بھی نہیں سکتیں ان کو ایسے موقعوں پر بھی غصہ آسکتا ہے جہاں مردوں کو نہیں آتا۔ تو ان کے غصہ کے مواقع کمیتاً (یعنی تعداد میں) بھی زیادہ ہیں، اس کے علاوہ چیخنے چلانے کی نسبت میٹھا غصہ دیرپا ہوتا ہے، چیخنے چلانے والوں کا غصہ ابال کی طرح سے اٹھ کر دب جاتا ہے اور میٹھا غصہ دل کے اندر جمع رہتا ہے۔ اسی کو کینہ کہتے ہیں کینہ کا منشا غصہ ہے۔ سو ایک عیب تو وہ غصہ تھا اور دوسرا عیب یہ کینہ تو میٹھے غصہ میں دو عیب ہیں۔ اور کینہ میں ایک عیب اور ہے کہ جب غصہ نکلا نہیں تو اس کا خمار دل میں بھرا رہتا ہے اور بات بہانہ اور رنجیدگیاں پیدا ہوتی چلی جاتی ہیں تو کینہ صرف ایک گناہ نہیں بلکہ بہت سے گناہوں کا تخم (بیج) ہے اور کینہ میٹھے غصہ میں ہوتا ہے اور میٹھا غصہ عورتوں میں زیادہ ہے تو عورتوں کا غصہ ہزارروں گناہ کا تخم ہے مردوں کا غصہ ایسا نہیں مردوں کا غصہ جوشیلا ہے اور عورتوں کا غصہ میٹھا ہے۔

عورتوں کے غصہ کا نتیجہ اور خانگی لڑائیوں کا راز

میں یہ نہیں کہتا کہ کینہ مردوں میں نہیں ہوتا۔ مردوں میں بھی کینہ ہوتا ہے لیکن میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ عورتیں اس میں مردوں سے بڑھی ہوئی ہیں۔ عورتوں میں یہ دولت روز افزوں ہے ایک ذرا سا بہانہ مل جائے اس کو مدتوں تک نہ بھولیں گی اور اس کی شاخ میں شاخ نکالتی چلی جائیں گی ان کا کینہ کسی طرح نکلتا ہی نہیں۔ اس واسطے میں کہتا ہوں کہ عورتیں اس سے زیادہ ہوشیار رہیں، کوئی گھر ایسا نہیں جس کی عورتیں اس میں مبتلا نہ ہوں، ماں بیٹی آپس میں لڑتی ہیں۔ ساس بہو آپس میں لڑتی ہیں اور دیورانی جٹھانی تو پیدا ہی اس لئے ہوئی ہیں۔ اور دیکھا جائے تو ان لڑائیوں کی بنا صرف اوہام پر ہوتی ہے کسی کی نسبت ایک ذرا سا شبہ ہوا اور اس پر حکم لگا کر لڑائی شروع کر دی۔ دوسری نے جب کچھ لڑائی دیکھی تو شبہ کی اور زیادہ گنجائش ہے، ادھر سے سیر بھر لڑائی تھی ادھر سے دھڑی بھر ہونا کچھ بات ہی نہیں اور جب اصل بات کی تحقیق کی جائے تو بات کیا نکلتی ہے کہ فلانی جلا ہی نے کہا ہے کہ وہ بی بی تمہاری شکایت کر رہی تھیں سننے والی کہتی ہیں کہ "میری جلا ہی بہت ایماندار ہے" بے سنے اس نے کبھی نہیں کہا ہوگا گھروں میں ہمیشہ لڑائی ایسی ہی باتوں پر ہوتی ہے کسی خدا کی بندی کو یہ توفیق نہیں ہوتی کہ جب شکایت سنے تو اس بیچ کے واسطہ قطع کر کے خود اس شکایت کرنے والی سے پوچھ لیں کہ تم نے میری شکایت کی؟ مسنون طریقہ بھی (یہی) ہے کہ اگر کسی سے کچھ شکایت دل میں ہو تو اس شخص سے ظاہر کر دے کہ تمہاری طرف سے میرے دل میں یہ شکایت ہے، اس شخص سے اس کا جواب مل جائے گا اور اگر وہ شکایت غلط تھی تو بالکل دفعیہ ہو جائے گا، اور سنی سنائی باتوں پر اعتبار کر لینا اور اس پر کوئی حکم لگا دینا بالکل نصوص (قرآن وحدیث) کے خلاف اور جہالت ہے۔ اسی موقع کے لئے ارشاد ہے **اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ**

ا (یعنی بدگمانی سے بچو کیونکہ یہ بھی جھوٹ ہے)اور قرآن شریف میں موجود ہے اِجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (بہت سے بدگمانی سے بچو کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں)اور ہم نے تو تجربہ سے تمام عمر دیکھا کہ سنی ہوئی بات شاید کبھی سچ نکلتی ہوا یک شخص کا تو قول ہے کہ ایسے واقعات کی روایتیں کہ جن سے راوی کا کچھ ذاتی تعلق بھی نہ ہواور راوی بھی ایسا ہو کہ جھوٹ کا عادی نہ ہوتب بھی جب کبھی دیکھا گیا تو تمام باتوں میں سے چوتھائی بھی سچ نہیں نکلیں اوران باتوں کی روایت کا تو پوچھنا ہی کیا ہے جن میں راوی کی ذاتی اغراض بھی شامل ہوں جیسے جلاہیوں اور بھنگنوں کی روایتیں، گھروں میں جہاں کہیں خانہ جنگیاں ہیں وہ سب ان ہی بھنگنوں اور جلاہیوں اور کمہاریوں (اورنوکرانیوں)وغیرہ کی روایتوں پر ہیں۔ بات کی اصلیت کچھ بھی نہیں ہوتی کچھ حاشیے اس پر روایت کرنے والی لگاتی ہیں اس سے یہ خیال پیدا ہوجاتا ہے کہ فلانی ہماری مخالف ہے بس اسی خیال ووہم سے کچھ حاشیے یہ سننے والی لگالیتی ہیں بس اچھی خاصی لڑائی ٹھن جاتی ہے۔

عمدہ مثال

اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے جنگل میں آدمی رات کے وقت اکیلا ہواور شیر کا اس کو خوف ہوتو جب وہ ایک طرف کودھیان جماتا ہے تو کوئی درخت اسے شیر معلوم ہونے لگتا ہے پھر جب خیال کواور ترقی ہوتی ہے تو اسی خیالی صورت میں ہاتھ پیر بھی نظر آنے لگتے ہیں اور سچ مچ کا شیر بن جاتا ہے حالانکہ واقع میں کچھ بھی نہیں ہوتا۔صرف وہم کی کارگزاری ہوتی ہے،اسی طرح سنی سنائی باتوں میں نفس اختراع کرتا ہے(یعنی گڑھ لیتا ہے)اول تو کچھ آمیزش نقل کرنے والے ہی سے شروع ہوتی ہے پھر جس کے سامنے وہ خبر بیان کی گئی وہ پہلے سے عیب جوئی کے لئے تیار ہوتی ہے۔ ذرا سا بہانہ پا کر سب اگلی

پچھلی باتوں کو تازہ اور خیالات کو واقعات کر لیتی ہیں اب بنی بنائی شکایت موجود ہو جاتی ہے۔اسی طرح جیسے کہ اس خیالی صورت میں ہاتھ پیر نظر آ جاتے ہیں۔ بیبیو! ذرا یہ خیال کرو کہ اس خیالی صورت میں ہاتھ پیر نظر آنا کچھ برا نہ تھا۔ کیونکہ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس خیالی صورت کو درندہ شیر یا اور کوئی موذی چیز سمجھ کر آدمی بھاگتا ہے۔بس صرف تکلیف اس کو یہ پہنچتی ہے کہ تھوڑی دیر کے لئے ڈر جاتا ہے۔ یہاں معاملہ الٹا ہے کہ کسی کی شکایتیں سن کر اس میں حاشیے وہ پیدا کئے جاتے ہیں جن سے اپنے لئے اور مضرت بڑھتی ہے اگر کوئی یوں کرے کہ ان شکایتوں میں بھی ایسے حاشیئے لگائے جن سے وہی خوف پیدا ہو جو اس خیالی صورت میں ہاتھ پیر نظر آنے سے پیدا ہوا تھا۔ اور اس خوف کے سبب وہ مضار سے بچنے کی کوشش کرے تو ہم اس کو بخوشی جائز رکھتے ہیں۔

غصہ کی وجہ سے بدلہ لینے میں زیادتی

اس کی ترکیب یہ ہے کہ جب کسی کی شکایت سنو تو یہ سوچو کہ بیان کرنے والے نے ایک بات میں دس باتیں غلط ملائی ہوں گی اگر ہم نے وہ بات اپنی آنکھ سے دیکھی ہوتی تو اگر بے جا بھی تدارک کرتے تو ایک بدی کا بدلا ایک بدی کرتے اور اب دس بدی کریں گے تو انجام کیا ہوگا یہ ایسا ہوا جیسے ہمارا کوئی ایک پیسہ کا نقصان کرے اور ہم اس کے بدلہ میں دس پیسہ کا نقصان کر دیں۔ جب یہ مقدمہ حاکم کے سامنے جائے تو گو زیادتی پہلے اسی نے کی تھی مگر اب ملزم ہم ہی ہوں گے اور ہم سے تو پیسے اس کو دلا دیئے جائیں گے، یہ خیال کر کے ذرا ڈرو بلکہ ان دس برائیوں کو بھی پھر ذرا غور سے دیکھو کہ جیسے یہ اس کمیت (مقدار اور تعداد) میں ایک سے زیادہ ہیں ایسے ہی اگر کیفیت میں بھی زیادہ ہوئیں تو انکا وبال بدر جہا زیادہ ہوگا مثلاً کسی کی شکایت سنی کہ اس نے ہماری غیبت کی اور اس سے تم نے یہ بدلہ لیا کہ تم نے بھی غیبت کر لی تو یہ بدلہ تو ہو گیا اور مان لیا جائے کہ بالکل برابر سرابر کا بدلہ ہے یعنی کمیت

میں برابر ہے کہ ایک غیبت اس نے کی، ایک تم نے کر لی مگر اس بات سے کیا اطمینان ہے کہ یہ بدلہ تمہارا کیفیت میں بڑھا ہوا نہیں ہے یا آئندہ نہ بڑھ جائیگا۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جب کسی کی طرف سے برائی دل میں بیٹھ جاتی ہے تو انسان اس سے صرف اس زیادتی کے بدلے ہی پر اکتفا نہیں کرتا اور بدلا لے کر اس کی برائی دل سے نکل نہیں جاتی، بلکہ کینہ رہ جاتا ہے۔ یا حسد پیدا ہو جاتا ہے اور کینہ اور حسد غیبت سے کیفیت میں بہت زیادہ برے ہیں۔

حسد کی نسبت حدیث شریف میں ہے کہ حسد نیکیوں کو ایسا کھاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھاتی ہے تو یہ برائی جو تمہارے دل میں ہے اس غیبت کے مقابلہ میں پیدا ہوئی بدرجہا کیفیت میں زیادہ ہے کہ تمہاری اور نیکیوں کو بھی غارت کرے گی۔ یہاں قوتِ واہمہ سے کام لو اور نفس کے خلاف حاشیئے لگاؤ اور یہ سوچو کہ اگر ہم اس ایک غیبت کے بدلے میں ان برائیوں میں پڑ گئے تو کیسے بڑے بُرے نتیجے ہوں گے، وہم سے اس طرح کام لینے سے وہی نتیجہ نکلے گا جو اس خیالی صورت میں وہم کے تصرف سے ہاتھ پیر نمودار ہو جانے سے نکلا تھا جیسا کہ اس سے ڈر کر دیکھنے والا بھاگتا ہے اسی طرح ان برائیوں سے بھاگے گا۔ کام کی بات یہ ہے مگر ایسی امید کس سے کی جائے یہ تو سنی ہوئی باتوں کی حالت ہے۔[1]

غصہ کے نتائج اور عورتوں کی غصہ سے مغلوبیت

عورتوں کی تو دیکھی ہوئی باتیں بھی اس قابل نہیں کہ ان کو صحیح کہا جاوے اکثر عورتیں اپنی دیورانی جٹھانی وغیرہ سے اپنی چشم دید باتوں پر ناراض رہتی ہیں اور جب ان کو سمجھایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ جس بات پر تم ناراض ہو وہ بات یوں ہے تم نے غلط سمجھا، تو کہتی ہیں کیا میں بچی ہوں کیا میں سمجھتی نہیں، فلاں کام میرے ہی چڑھانے کے لئے

---

[1] آداب انسانیت ص ۲۷۸

تو کیا گیا تھا ''خدا کو دیکھا نہیں عقل سے تو پہچانا'' بس پھر لاکھ سمجھایئے (ماننے کو تیار نہیں) جو اس فعل کی بنا اپنے ذہن سے گھڑی ہے وہی رہے گی اور اسی پر ردے پر ردا رکھتی چلی جائیں گی اور ذرا دیر میں آپس میں رنج (اور جھگڑا) ہو جائے گا۔ اب طرفین سے غیبت شروع ہو گی اور ایک دوسرے کی عیب جوئی میں اور نیچا دکھانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھیں گی۔ بڑی خیر یہ ہے کہ خدا نے ناخن نہیں دیئے، ان کے اختیارات بہت کم رکھے ہیں اور مردوں کو ان کے اوپر مسلط کیا ہے **اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَاءِ**۔ (مرد عورتوں پر حاکم ہیں) ورنہ ایک گھڑی بھر بھی ایک گھر میں دونوں نہ رہتیں۔ بلکہ ایک شہر میں بھی نہ بستیں۔ یہ سب نتائج غصہ کے ہیں عورتیں غصہ سے ایسی مغلوب ہیں کہ یہی نہیں کہ دوسروں کو غصہ میں تکلیف پہنچائیں، بلکہ پہلے گھر والوں پر غصہ اتارا جاتا ہے۔ سب سے زیادہ مشق ماما (خادمہ و نوکرانی) پر ہوتی ہے اس کے ساتھ تو ہر وقت کی گفتگو میں یہی تکیہ کلام ہے ''دیدوں پھوٹی، پیاروں پیٹی'' اور بعضے بیبیوں کا تو ہاتھ بھی ان پر بہت چلتا ہے ذرا سے قصور پر اتنی مار پیٹ ہوتی ہے کہ دیکھا نہیں جاتا۔

بی بیو! ذرا اس بات کو خیال کر لو کہ وہ بھی تمہاری جیسی آدمی ہے جیسے ہاتھ پیر تمہارے ہیں ایسے ہی ہاتھ پیر اس کے بھی ہیں، جیسے زبان تمہارے ہے ایسے ہی زبان اس کے بھی ہے کیا وہ تم کو نہیں مار سکتی، یا زبان سے کوس نہیں سکتی؟ وہ کون سی چیز ہے جس سے تم کو قدرت ہے اور اس کو قدرت نہیں وہ احتیاج ہے۔

اب دیکھنے کی بات یہ ہے کہ احتیاج اس کو کہاں سے آئی اور تم کو کہاں سے نہیں آئی؟ ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس کو احتیاج دی اور تم کو نہیں دی اور یہ ہر مسلمان جانتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو سب کچھ قدرت ہے جس خدا نے اس کو محتاج بنایا کیا تم کو نہیں بنا سکتا تھا یا اب نہیں بنا سکتا ہے؟ ایسے واقعات دن رات ہوتے ہیں کہ ایک وقت میں جو لوگ

بڑے سمجھے جاتے ہیں اور ہر طرح سے قابو یافتہ ہوتے ہیں۔ دوسرے وقت وہ چھوٹے اور دوسرے بڑے ہو جاتے ہیں اور ہر طرح سے یہ ان کے دست نگر ہوکر رہ جاتے ہیں۔ پھر اس وقت کیا وہ چھوٹے ان زیادتیوں کو بھول جائیں گے جو تمہارے ہاتھوں سے ہوئی ہیں؟ ہرگز نہیں خوب آپ سے بدلہ لیں گے۔[1]

یتیم بچوں اور دیوروں پر بھاوج کا غصہ

بہت جگہ ایسا ہوتا ہے کہ گھر کا کوئی بزرگ مر گیا اور بڑی اولاد کے ساتھ چھوٹے بچے بھی چھوڑے وہ چھوٹے بچے بڑے بھائیوں کی پرورش میں آجاتے ہیں۔ اور بھاوج کا اختیار ہوتا ہے چونکہ بچے گھر میں رہتے ہیں اس واسطے ان کی نگرانی وغیرہ عورتوں ہی کے ہاتھ میں زیادہ رہتی ہے۔ بڑا بھائی باہر رہتا ہے اور بھاوج صاحب ان سے دل کے کینے نکالتی ہیں ہر بات پر مارنا برا بھلا کہنا، ہر چیز کو ترسانا، کھانا پیٹ بھر نہ دینا کپڑے کی خبر نہ لینا اور نوکروں سے زیادہ ذلیل کر کے ان کو رکھنا یہ ان کا برتاؤ رہتا ہے اور اس پر بھی چین نہیں بطور حفظ ماتقدم (پیشگی) خاوند سے الٹی شکایتیں کرتے رہنا، غرض ایسے خلاف انسانیت برتاؤ رکھتی ہیں کہ ان کا بیان کرنا بھی مشکل ہے۔ یہاں پر میں مردوں کو بھی خطاب کرتا ہوں کہ یتیم بچوں کی نگرانی خود بھی رکھو۔ عورت کے کہنے میں ایسے نہ رہو کہ ہر بات کو سچ جان لو۔ جب یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ بھاوج دیوروں کے ساتھ مغائرت (اجنبیت) کا تعلق رکھتی ہے تو اس کی شکایتوں کا کیا اعتبار، میں تو کہتا ہوں کہ ایسے موقعہ پر مردوں کو چاہیئے کہ عورتوں کو سنا دیں کہ تم سچ بھی کہو گی تو ہم جھوٹ سمجھیں گے۔ سب مردوں کو نہیں کہتا ہوں بہت سے مرد ایسے بھی ہیں کہ واقعی مرد ہیں اور ایسے

---

[1] ص ۲۸۰

موقع پر پوری عقل سے کام لیتے ہیں اور اس ساتھ (رہنے) کو بھیڑیئے بکری کا ساتھ سمجھتے ہیں، جہاں بھیڑ یا بکری اکٹھا ہوں گے وہاں بھیڑیئے کی طرف سے بکری کے ساتھ ایذا رسانی ہی ہوگی کبھی نہیں کہا جاسکتا کہ بھیڑ یا بکری کی طرفداری یا اس پر رحم کرے گا۔

یتیم بچے بہت قابل رحم ہیں

عورت کے کہنے سے بھائیوں کو نہ ستاؤ۔ کسی نے خوب کہا ہے کہ ''یتیم بچہ زندوں میں شمار ہی نہیں'' اپنے ماں باپ کے ساتھ وہ بھی مر گیا پھر مرے ہوئے کو مارنا کیا جوانمردی ہے اس کی۔ اگر حد سے زیادہ دل دہی کرو گے تب بھی اس کا دل زندہ نہیں ہو سکتا۔

یتیم کی صورت پر مردنی چھائی ہوتی ہے دو بچوں کو برابر بٹھاؤ جن میں سے ایک یتیم ہو اور دوسرا یتیم نہ ہو اور ایک چیز دونوں کے سامنے رکھ دو اور کہہ دو کہ جو کوئی پہلے اٹھائے یہ چیز اسی کی ہے۔ یقین کامل ہے کہ یتیم کا ہاتھ نہیں اٹھے گا۔ وجہ یہی ہے کہ اس کا دل مردہ ہو چکا ہے۔ باقی بفضلہٖ تعالیٰ ایسے بھی لوگ دیکھے جاتے ہیں جو یتیموں کو اپنی اولاد سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔

غصہ کے وقت اپنے اختیار و قدرت کا غلط استعمال مت کرو اور یہ تصور کیا کرو تو غصہ کا جوش کم ہو جائے گا

صحابہؓ کے قصے تو بہت سے سنے ہوں گے مگر اب بھی بحمد اللہ ایسے لوگ موجود ہیں وہ بھی مرد ہیں ان کے سامنے عورت کی ایک بھی نہیں چلتی۔ ایسے مرد بنئے قَوَّامُوْنَ کے معنی یہی ہیں یہ بیان بیچ میں زائد ہو گیا مگر بے ربط نہیں کیونکہ عورتوں کے عیوب کا بیان تھا

اوران عیوب کی اصلاح میں مردوں کو بڑا دخل ہے۔اس واسطے مردوں کو بھی خطاب کیا گیا۔ عورتوں کے برتاؤں کا بیان ہورہا تھا کہ وہ اپنے چھوٹوں پر اپنے اختیار کے وقت کوئی بات اٹھانہیں رکھتیں۔مگر مثل مشہور ہے کہ بارہ برس میں کوڑی کے بھی دن پھرتے ہیں زمانہ پلٹتا ہے اوران کا وقت بگڑ جاتا ہے مثلاً بیوہ ہوکر دوسرے کے اختیار میں ہوگئی۔اوران کا وقت بن جاتا ہے جوان کے دست نگر تھے، پھر آپ خود خیال کر سکتے ہیں کہ ان پر کیا کچھ مصیبت نہ ٹوٹ پڑے گی وہ ستم دیدہ لوگ ان پر قابو پاتے ہیں اوراٹھتے بیٹھتے جوتیاں مارتے ہیں۔ یہ واقعات کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں، دین سے قطع نظر دنیا کے نشیب وفراز بھی اسی کے مقتضی ہیں کہ اپنے اختیارا کے وقت کسی کے ساتھ بدسلوکی نہ کی جائے، جس وقت ماما پر یا اپنے کسی چھوٹے پر غصہ آیا کرتے تو یہ یاد کرلیا کرو۔اوراچھی طرح ذہن میں اس کا خاکہ جمایا کرو کہ ممکن ہے کہ جیسے اس وقت یہ چھوٹا ہے اورہم بڑے ہیں کسی وقت ہم اس کے سامنے چھوٹے اور یہ بڑا ہوجائے پھر کیا تم کو پسند ہوگا کہ تمہارے ساتھ وہ برتاؤ کیا جائے جو تم اس کے ساتھ کررہے ہو۔

اس تدبیر سے ایک ہی دوبار میں غصہ کا جوش کم ہوجائے گا اورغصہ قابو میں آجائے گا۔اور جتنے مفاسد اس پر متفرع ہیں سب سے امن ہوجائے گا اورسب چھوٹے بڑے تم سے محبت کرنے لگیں گے۔دیکھا ہوگا کہ جو شخص اپنے اختیار کے وقت اپنے ماتحتوں اور چھوٹوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتا ہے۔اگر انقلابِ زمانہ سے اس کو کوئی احتیاج پیش آتی ہے تو وہ ماتحت اور چھوٹے اس کے اوپر جاں نثار کردینے کو تیار ہوجاتے ہیں۔اوردونوں حالت عسرویسر (تنگی اور خوشحالی) میں چاروں طرف سے واہ واہ ہوتی ہے یہ حالت اچھی ہے یا وہ حالت۔

تنبیہ وشفقت دونوں جمع ہو سکتے ہیں

میں یہ نہیں کہتا کہ ماتحتوں کو سر چڑھالو، تنبیہ اور دباؤ رکھنا اور چیز ہے، اور ظلم وزیادتی اور چیز۔ اپنے ماتحتوں سے کام لو۔ مگران کو ان کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہ پہنچاؤ اور نہ ان کو ذلیل کرو اور نہ بے وجہ مارو پیٹو۔ اور نہ قصور سے زیادہ سزادو۔ بقدر ضرورت سیاست رکھو اور موقعہ ومحل پر ان کا ساتھ بھی دو۔ ان کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھو۔ دیکھو باپ اپنی اولاد کو ڈانٹ ڈپٹ میں رکھتا ہے مگر ذراسی تکلیف اولاد کو پہنچے تو باپ کا دل دکھتا ہے اور ذرا کوئی اولاد کو ذلیل کرے تو باپ اس کو اپنی ذلت سمجھتا ہے۔

اس سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ تنبیہ اور دباؤ رحم ومحبت کے ساتھ جمع ہو سکتے ہیں۔

غصہ میں آکر کوسنا اور بددعاء کرنا اور ایسے کلمات کفریہ زبان سے نکالنا جن سے نکاح بھی ٹوٹ جائے

مگر عورتوں کی عادت ہے کہ ماما کو تو کبھی سیدھے منھ پکارتی ہی نہیں ماما تو خیر غیر ہے۔ غصہ سے ایسی مغلوب (ہوجاتی) ہیں کہ بچوں کو کوستی ہیں مر جاؤ، کھپ جاؤ، گھر کو کہتی ہیں آگ لگ جائے، بعض وقت خود اپنے آپ کو ہی کوستی ہیں، میں مٹ جاؤں یا اللہ! مجھے تو اٹھا لے بس اس جینے سے میں ویسے ہی خوش ہوں۔ کبھی اللہ میاں پر بھی مشق ہوتی ہے کہتی ہیں ساری مصیبتیں میرے ہی واسطے رہ گئی تھیں اور جب کہا جاتا ہے تو بہ کرو۔ شریعت کے خلاف باتیں نہ بکو، تو جواب ملتا ہے ہاں جی شریعت بھی ساری میرے ہی واسطے ہے۔ دنیا میں آکے آرام نہ دیکھا، چین نہ دیکھا پھر زبان کاٹنے کے لئے شریعت

بھی تیار ہے۔

بیبیوں! یہ کلمات کفر کے ہیں۔ ذرا ہوش میں رہو غصہ سے ایسی مغلوب نہ ہو بعضی باتوں سے نکاح جاتا رہتا ہے۔ ایک عجیب لطف ہے کہ ان بیہودہ کلمات کے ساتھ جب انہیں ٹوکا جائے تو جو بی بی محتاط ہیں وہ یہ بھی فوراً کہتی ہیں شریعت میری سر آنکھوں پر مگر مجھ کو تو دوزخ میں رہنا ہے جو جنت میں جائے وہ شریعت کی پابندی کرے۔ اپنے نزدیک یہ کہہ کر اس الزام سے بچ جاتی ہیں کہ شریعت کا مقابلہ کیا، جب قیامت میں باز پرس ہوگی تب معلوم ہوگا کہ یہ جواب کافی ہے یا نہیں۔ ابھی سے سمجھ لو کہ یہ جواب کافی نہیں ہے۔ اللہ میاں کسی کے پھسلانے میں نہیں آتے۔ اللہ میاں کی شان عَلَّامُ الْغُيُوْب اور عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْر ہے۔

دنیا کے کسی حاکم کے سامنے کسی الزام سے بری ہونا خواہ وہ الزام جھوٹا بھی ہو مشکل ہو جاتا ہے۔ چہ جائیکہ خدا تعالیٰ کے سامنے جھوٹی بات کی تاویل کر کے کوئی چھوٹ سکے۔

غصہ سے بچو اور زبان کو قابو میں رکھو

جو بات اپنی سمجھ میں نہ آوے اس کو دوسرے کے کہنے سے مان لو ایسے کلمات دین و دنیا دونوں کو غارت کرنے والے ہیں اپنی عادتوں کو بدلو اور بہ تکلف بدلو۔ زبان کو کو قابو میں رکھو۔ ظلم و زیادتی کے دینی و دنیوی نتائج کو یاد رکھو اور جو ان سب کی اصل ہے یعنی غصہ اس سے بہت ہوشیار رہو۔ یہ سب نتائج غصہ کے ہیں۔ اس مرض کی طرف بہت توجہ رکھو۔ اول تو غصہ کو آنے مت دو اور اگر آ جائے تو اس کا علاج کر لیا کرو۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ۔ اور اس مرض کو معمولی ہرگز مت سمجھو اس کے نتائج بہت برے ہیں۔ میں نے بالقصد

غیبت اور غصہ ہی کا بیان کیا ہے۔ ان دونوں مرضوں میں سے اصل غصہ ہے اور غیبت فرع، اصل کا بیان اول کیا گیا اب فرع کا بیان ہوتا ہے اور غصہ کی فرع (شاخ) صرف غیبت ہی نہیں ہے اور بھی فروع ہیں۔ میں غیبت میں بالقصد کلام کرتا ہوں کیونکہ اس میں ابتلاء عام ہے خصوصاً مستورات کا، اور بقیہ فروع میں بھی تھوڑا تھوڑا عرض کروں گا۔

غصہ کی ایک شاخ

اکثر عورتیں زنا سے بدتر گناہ میں مبتلا ہیں

سنئے غصہ کی ایک فرع غیبت ہے یہ ایسی چیز ہے کہ اس کی برائی اگر دل میں بیٹھ جائے تو آدمی کبھی اس کے پاس بھی نہ جائے اور اس سے اس بات کا بھی پتہ چلتا ہے کہ جس کی یہ فرع ہے یعنی غصہ کی وہ کس درجہ بری چیز ہوگی۔

دیکھئے حدیث شریف میں صاف موجود ہے **الغیبۃ اشد من الزنا** (غیبت سے زیادہ سخت ہے) بحمد اللہ! یہ بات نہایت خوشی کیساتھ کہی جاتی ہے کہ مسلمان بی بیاں آوارگی سے بالکل محفوظ ہیں اس میں جس حد تک بھی مبالغہ کیا جائے بالکل صحیح ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اس سے زیادہ برے عیب میں گرفتار ہیں، حرام کاری کا برا ہونا ہم کو کیسے معلوم ہوا؟ اللہ و رسول کے فرمانے سے، وہی اللہ و رسول فرماتے ہیں کہ غیبت اس سے زیادہ بری ہے اس سے جو کچھ خوشی ہم کو اس (زنا کے) عیب سے بری ہونے سے ہو سکتی ہے وہ سب ملیا میٹ ہوئی جاتی ہے، یہ ایسا ہوا جیسے کوئی خوش ہو کہ میرا ایک پیسہ کا نقصان نہیں ہوا اور جب تحقیق کی تو ثابت ہو کہ پیسہ کا تو واقعی نہیں ہوا مگر ایک روپیہ جاتا رہا۔ تو اس کو خوشی رہ سکتی ہے؟ نہیں، غیبت میں ایسا ابتلا عام ہوا ہے کہ بہت سی عورتوں کو یہ بھی نہیں معلوم رہا کہ غیبت کیا چیز ہے، جب آدمی کسی چیز کو جانتا بھی نہ ہو تو اس سے بچنے کی

کیا امید ہوسکتی ہے، بچہ کے سامنے سانپ یا بچھو رکھ دیں تو وہ اس کو ایسا ہی پکڑ لیتا ہے جیسے روپیہ پیسہ کو۔ میں غیبت کی ماہیت بیان کرتا ہوں اس سے معلوم ہوگا کہ ہم لوگ دن رات کس قدر گناہ کرتے ہیں کوئی لمحہ ہمارا ایسے گناہ سے خالی نہیں جو زنا سے بھی سخت ہے اور یہ ماہیت میں اپنی طرف سے نہیں بیان کروں گا۔ بلکہ حدیث نقل کرتا ہوں۔

غیبت کی حقیقت

ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے پوچھا تَعْلَمُوْنَ ما الغیبة؟ جانتے ہو غیبت کیا چیز ہے؟ صحابہ کی یہ عادت تھی کہ غایت ادب کی وجہ سے اکثر سوال کے جواب میں یہی عرض کر دیتے تھے کہ اللّٰہ وَرَسُوْلَہٗ اَعْلَمُ (اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جانتے ہیں) چنانچہ خود ہی حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ذِکْرُ الرَّجُلِ بِمَا یَسُوْءُ ہٗ، یعنی کسی شخص کی نسبت ایسی بات کہنا کہ اس کے سامنے کہی جائے تو اس کو بری معلوم ہو، ایک شخص نے عرض کیا کہ اگرچہ وہ بات ایسی ہو کہ واقع میں اس شخص میں موجود ہو؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں اسی کو غیبت کہتے ہیں اور جو ایسی بات بیان کی جائے جو واقع میں اس میں ہو بھی نہیں تو یہ غیبت سے بھی بڑھ گئی اس کا نام بہتان ہے یہ حدیث کتنی صریح ہے اس سے غیبت کے متعلق کوئی بات دریافت طلب نہیں باقی رہتی۔ اب آپ اندازہ کیجئے کہ کون سا لمحہ ہمارا اس گناہ سے خالی ہے جب کوئی کسی کی برائی کرتا ہو اور اس کو ٹوکا جائے کہ یہ غیبت ہے تو جواب ملتا ہے جھوٹ تھوڑا ہی ہے، ہم اس کے منہ پر کہہ دیں۔

معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک جھوٹی بات کو غیبت کہتے ہیں حدیث اس کو رد کرتی ہے اس کا نام بہتان ہے۔ غیبت اسی عیب کے بیان کو کہتے ہیں جو واقع میں موجود ہو اس معنی کر یہ کہنا سچ ہے کہ آج کل لوگ غیبت میں ہی نہیں بلکہ اس سے بڑے مرض یعنی بہتان میں بھی مبتلا ہیں اس غیبت اور بہتان کا عام مشغلہ ہوگیا ہے بالخصوص کیا مرد اور

کیا عورتیں ۔سب کے واسطے دیگر ضروری مشغلوں میں سے یہ بھی ایک مشغلہ ہے جیسے کھانا پینا سونا ہے کہ بلا ان کے زندگی نہیں ہوتی ایسے ہی یہ بھی ہوگیا ہے مرد تو کام میں رہتے ہیں مگر انہیں کے بیچ بیچ جیسے حقہ پان کی طلب پوری کرتے ہیں وہاں یہ فرض بھی ساتھ ساتھ ادا کرتے جاتے ہیں۔[1]

اور عورتوں کو تو بجز غیبت کے کچھ بھی کام نہیں، مرد کچھ تو کام کرتے ہیں، مگر انہوں نے اپنے واسطے یہی فخر سمجھا ہے کہ اپنے ہاتھ سے کچھ کام نہ کریں جس بی بی کو ذرا سی بھی آسودگی ہے وہ اسی کو شان سمجھتی ہیں کہ پلنگ پر (بیکار) چڑھی بیٹھی رہیں۔

غیبت کی شاخ چغل خوری

غیبت کی ایک شاخ چغلخوری ہے وہ یہ ہے کہ کسی کی کوئی شکایت آمیز بات دوسرے کو پہنچائی جائے ،غیبت تو کسی عیب کے نقل کرنے کو کہتے ہیں اور چغلی وہ غیبت ہے جس میں شکایت بھی ملی ہوئی ہو،اس کے سننے سے سننے والے کو ضرور غصہ آجاتا ہے اور اس کی اگر ایک شکایت پہنچی ہے تو وہ دس گنا بدلہ لینے کو تیار ہوجاتا ہے پس دونوں میں لڑائی ہوجاتی ہے اگر غور سے دیکھا جائے تو چغلی بھی اکثر بے بنیاد ہوتی ہے۔ سننے والوں سے تعجب کرتا ہوں کہ وہ اس پر کیسے عمل کر لیتے ہیں جس شخص کی عادت چغلی کھانے کی ہے وہ ایک ہی جانب کی چغلی نہیں کھائے گا بلکہ تمہاری بات بھی اس کے سامنے لگائے گا، اگر اس چغلی کو سچ سمجھا ہے تو اپنے اس عیب کو بھی سچ سمجھنا، مگر یہ کوئی نہیں کرتا، دوسرے کی شکایت کو تو سمجھ لیتے ہیں کہ ضرور کچھ اصل ہوگی جب تو ہم سے کسی نے کچھ آکر کہا تو اسی طرح اپنی بات کو بھی سمجھو کہ کچھ تو اصل ہوگی جب تو دوسرے تک پہنچی ،غرض چغلی کھانا اور

---

[1] غوائل الغضب ص ۲۸۶ ملحقہ آداب انسانیت

چغلی کھانے والے کی بات پر یقین کر لینا دونوں بے عقلی کی بات ہیں، اس مرض سے بھی بہت بچنا چاہئے ، یہ عادت بھی عورتوں میں زیادہ ہے کہ ایک کی بات دوسرے کو ضرور پہنچاتی ہیں، اور یہ کبھی توفیق نہیں ہوتی کہ اچھی طرح سمجھ کر بات کو روایت کریں، آدھی بات سنی اور دوسری جگہ لگائی کہ فلانی تجھے یوں کہہ رہی تھی، اس کی خرابیاں بیان کرنے کی زیادہ ضرورت نہیں سب کو معلوم ہیں۔

اور یہ سب باتیں (یعنی غیبت چغلی وغیرہ) بیکاری میں پیدا ہوتی ہیں۔ اس کی عادت چھوڑ یئے اور اول تو دین کے اور نہ ہو سکے تو دنیا کے مباح (جائز) کاموں میں لگے رہیے، تو غیبت وغیرہ سے امن رہے گا۔[1]

[1] غوائل الغضب ملحقہ آداب انسانیت ص ۲۹۷ ، غوائل الغضب ملحقہ آداب انسانیت ص ۲۹۷ و ۲۹۸